

غصہ کا و بال

اور

اس کا علاج

غصہ کی فسمیں و حکمتیں اور ان کا طریقہ استعمال

﴿افادات﴾

حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی تھانویؒ

انتخاب و ترتیب

محمد زید مظاہری ندوی

استاد دار العلوم ندوۃ العلماء لکھنؤ

﴿فاسد﴾

ادارہ افادات اشرفیہ دہلگاہ ہردوی روڈ لکھنؤ

تفصیلات

نام کتاب غصہ کا بال اور اس کا علاج

افادات حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی تھانوی

مرتب محمد زید مظاہری ندوی

صفحات ۹۲

قیمت

اشاعت اول ۱۴۳۱ھ

ویب سائٹ www.alislahonline.com

ملنے کے پڑے

☆ دیوبند و سہارنپور کے تمام کتب خانے

☆ مکتبہ ندویۃ ندوۃ العلماء لکھنؤ

☆ مکتبہ اشرفیہ، اشرف المدارس ہردوئی

☆ مکتبہ رحمانیہ، ہتوڑا، باندہ

☆ مکتبہ الفرقان نظیر آباد لکھنؤ

غصہ کا و بال اور اس کا علاج

غصہ کی فہمیں و حکمتیں اور ان کا طریقہ استعمال

اجمالی فہرست

۱۶	باب (۱) غصہ سے متعلق آیات قرآنیہ و احادیث نبویہ
۲۷	باب (۲) غصہ کے سلسلہ میں شیطان کے دھوکے اور غصہ کے تین مرتبے
۳۷	باب (۳) غصہ کو ضبط کرنے کی فضیلت اور چند بزرگوں کی حکایتیں
۴۳	باب (۴) غصہ کی متفرق علاج
۶۳	باب (۵) غصہ کے سلسلہ کے مختلف احوال اور ان کے احکام
۷۵	باب (۶) خاندان اور معاشرہ میں غصہ کے اثرات

فہرست غصہ کا و بال اور اس کا علاج

صفحات	مضمون
۱۰	رائے عالی مفکر اسلام حضرت مولانا سید ابو الحسن علی ندوی رحمۃ اللہ علیہ
۱۱	دعائیے کلمات عارف باللہ حضرت مولانا سید صدیق احمد صاحب باندوی رحمۃ اللہ علیہ
۱۲	عرض مرتب
	باب
۱۶	غصہ سے متعلق آیات قرآنیہ و ارشادات ربانية
۱۸	غصہ سے متعلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادات
۱۸	علم الاخلاق حاصل کرنا بھی ضروری ہے
۱۹	قوت غصیبی کی حقیقت اور اس کے حسن و فتح کا معیار
۲۱	غصہ کے موقع پر غصہ آنانہ بد اخلاقی ہے اور نہ سخت مزاجی
۲۲	غصہ کی قباحت اور اس کے نقصانات
۲۳	غصہ تکبر سے پیدا ہوتا ہے
۲۳	غیبت و شکایت بھی غصہ سے پیدا ہوتی ہے،
۲۳	عورتوں میں غصہ کا عمومی مرض غیبت کی اصل
۲۴	غصہ کی حکمت اور اس کا بہترین مصرف
۲۵	غصہ کے نقصان کی تلافی مخصوص توبہ سے نہیں ہوتی
۲۶	حکیم الامت حضرت تھانویؒ کا اعتراف اور اپنی اصلاح کی فکر

بَاب٢

۲۷	غصہ کے سلسلہ میں شیطان کے تین دھوکے
۲۸	غصے کے تین مرتبے
۲۹	غصہ کا پہلا درجہ غصہ بالکل نہ آنا
۳۰	غصہ بالکل نہ آنا نہ محمود ہے نہ مطلوب
۳۱	غصہ کا دوسرا درجہ اس کے تقاضے پر عمل کرنا
۳۲	غصہ کا تیسرا درجہ محمود مطلوب ہے، پسندیدہ غصہ کی تشرط
۳۳	غصہ کے تینوں درجوں کا خلاصہ
۳۴	کامل انسان وہ ہے جو غصہ سے مغلوب نہ ہو
۳۵	غصہ کے وقت کیا کرنا چاہئے
۳۶	غصہ کو ضبط کرنے کا طریقہ اور مجرم اور قصور وار کو سزاد یعنی کاشرعی ضابط

بَاب٣

۳۷	غصہ کو ضبط کرنے کی فضیلت
۳۸	جناب کے جس حور کو چاہے لے لے
۳۹	اور غصہ کو ضبط کرنے کے سلسلہ میں چند بزرگوں کی حکایتیں
۴۰	حضرت امام حسینؑ کی حکایت
۴۱	مولانا سمعیل شہیدؒ کی حکایت
۴۲	حضرت امام ابوحنیفہؓ کی حکایت
۴۳	ہمارے اور اسلاف کے غصہ کا فرق

۳۱	علماء کا احسان.....
	باب ۲
۳۳	غصہ کے متفرق علاج.....
۳۴	پہلا علاج و ضوکرنا، وضو سے قرب الہی.....
۳۶	غصہ کے وقت عرب بدؤیوں کا حال.....
۳۷	اگر علاج سے فائدہ نہ ہو تو ان پی طبیعت کا قصور ہے.....
۳۸	غصہ کا دوسرا علاج کھڑے ہو تو بیٹھ جاؤ.....
۳۹	غصہ سخت مرض ہے اسی لئے رسول اللہ ﷺ نے اس کے متعدد علاج بیان فرمائے ہیں.....
۴۰	غصہ کا تیسرا علاج اعوذ بالله پر حنا.....
۴۱	غصہ کا چوتھا علاج یہ ہے کہ یہ عبارت لکھ کر ایسی جگہ چسپاں کر دے جہاں اس کی نظر پڑتی رہے.....
۴۲	پانچواں علاج، غصہ کا ایک علاج یہ ہے کہ اس جگہ سے ہٹ جائے.....
۴۳	چھٹواں علاج ایک مرقبہ.....
۴۴	ساتواں علاج یہ ہے کہ اپنے اوپر جرمانہ مقرر کر لے یا فاقہ کر لے.....
۴۵	آٹھواں علاج یہ ہے کہ جس پر غصہ آئے اس کو ہدیہ دے اور احسان کرے.....
۴۶	اگر طبیعت میں غصہ زیادہ ہو اور ذرا سی بات میں حد سے زیادہ غصہ آ جاتا ہو اس کا علاج.....
۴۷	غصہ میں اعتدال کیسے پیدا ہو.....
۴۸	غصہ اور اشتعال کم کرنے کا طریقہ.....
۴۹	غصہ کو ٹھنڈا کرنے اور قابو میں رکھنے کا طریقہ.....

۵۵	غصہ میں ظلم و زیادتی سے باز رہنے اور حد پر قائم رہنے کا آسان طریقہ.....
۵۶	اگر کسی کی غلطی پر بہت زیادہ غصہ آئے تو کیا کریں.....
۵۶	غصہ میں اگر بے اعتدالی اور زیادتی ہونے لگے تو کیا کرنا چاہئے.....
۵۷	غصہ میں اگر ماتحتوں پر زیادتی ہو جائے تو اس کی تلافی کا غلط طریقہ.....
۵۸	ماتحتوں پر غصہ میں زیادتی ہو جائے تو اس کی تلافی کامناسب اور آسان طریقہ.....
۵۸	جلدی غصہ آنا بُرنہیں اس کے تقاضے پر عمل کرنا اور بے اعتدالی کرنا بُرانہیں.....
۵۹	غصہ کے تقاضے کے پر عمل نہ کرنا اور حد سے تجاوز نہ کرنا اختیاری امر ہے اس لئے حد پر قائم رہنا ضروری ہے.....
۶۰	غصہ کے مقتضی پر عمل کرنا ہر درجہ میں مذموم نہیں.....
۶۱	غصہ کو نافذ کرنے میں حدود کا لحاظ.....
۶۱	ایک صحابی کا واقعہ.....
باب ۵	
۶۳	غصہ کے سلسلہ کے مختلف احوال اور ان کے احکام.....
۶۳	غصہ اور ناراضگی کی وجہ سے تین دن سے زائد سلام و کلام بند کرنا جائز نہیں.....
۶۴	غصہ میں اساتذہ و معلمین کی طباء پر زیادتی اور ظلم.....
۶۵	غصہ کی حالت میں کوئی اقدام اور فیصلہ نہ کیجئے.....
۶۵	غصہ کی حالت میں بچوں اور ماتحتوں کو نہ ماریئے.....
۶۶	غصہ کا ایک عملی علاج، غصہ کی حالت میں نہ فیصلہ کیجئے نہ سزا دیجئے.....
۶۷	غصہ میں آکر مجرموں کو بھی وحشیانہ سزا نہ دینی چاہئے.....
۶۷	غصہ اترنے کے بعد جرم کے مطابق سزا دیجئے.....

۶۸	غصہ روکنے پر آپ قادر ہیں قدرت کو استعمال کیجئے.....
۶۹	کسی کے برا بھلا کہنے پر غصہ نہ آنے میں کوئی حرج نہیں.....
۶۹	تمہارے بڑوں کو کوئی برا کہنے تب بھی غصہ کے مقتضی پر عمل نہ کرو.....
۷۰	ایک سالک کا خط اور اس کا جواب.....
۷۱	غصہ کے متفرق علاجوں کا خلاصہ.....
۷۲	غصہ اور کبر سے متعلق ایک سالک کا حال اور حضرت تھانویؒ کا جواب.....
	باب ۶
۷۵	خاندان اور معاشرہ میں غصہ کے اثرات.....
۷۵	غصہ کی طلاق، غصہ کے وقت مردوں و عورتوں دونوں کا تصور.....
۷۶	غصہ کو ضبط کرنے اور پینے کی مختلف تدبیریں.....
۷۷	غصہ کو روکنے اور ضبط کرنے والے کی فضیلت، جنت کی جس حور کو چاہے لے لے
۷۸	مردوں کے مقابلہ میں عورتوں کا غصہ زیادہ خطرناک ہے.....
۷۹	عورتوں کے غصہ کا نتیجہ اور خانگی لڑائیوں کا راز.....
۸۰	عمدہ مثال.....
۸۱	غصہ کی وجہ سے بدله لینے میں زیادتی.....
۸۲	غصہ کے نتائج اور عورتوں کی غصہ سے مغلوبیت.....
۸۳	یتیم بچوں اور دیوروں پر بجاوں کا غصہ اور زیادتی.....
۸۵	یتیم بچے بہت قبل رحم ہیں.....
۸۵	غصہ کے وقت اپنے اختیار و قدرت کا غلط استعمال مت کرو اور تصور کیا کرو تو غصہ کا جوش کم ہو جائے گا.....

87	تنبیہ و شفقت دونوں جمع ہو سکتے ہیں.....
87	غصہ میں آکر کوسنا اور بددعاہ کرنا اور ایسے کلمات کفر یہ زبان سے نکالنا جن سے نکاح بھی ٹوٹ جائے.....
88	غصہ سے بچو اور زبان کو قابو میں رکھو.....
89	غصہ کی ایک شاخ اکثر عورتیں زنا سے بدتر گناہ میں ببتلائیں.....
90	غیبت کی حقیقت.....
91	غیبت کی شاخ پھلخوری.....

رانے عالی

مفکر اسلام حضرت مولانا سید ابو الحسن علی ندوی رحمۃ اللہ علیہ

فضل عزیز مولوی محمد زید مظاہری ندوی مدرس جامعہ عربیہ ہتورا (بارک اللہ فی حیاتہ و فی افادتہ) نے جو حضرت حکیم الامت کے افادات و ارشادات اور تحقیقات و نظریات کو مختلف عنوانوں اور موضوعات کے ماتحت اس طرح جمع کر رہے ہیں کہ حضرت کے علوم و افادات کا ایک دائرۃ المعارف (انسانیکلو پیڈیا) تیار ہوتا جا رہا ہے.....

ان خصوصیات اور افادات کی بنا پر عزیز گرامی قدر مولوی محمد زید مظاہری ندوی نہ صرف تھانوی اور دیوبندی حلقہ کی طرف سے بلکہ تمام سلیم اطیع اور صحیح الفکر حق شناسوں اور قدردانوں کی طرف سے بھی شکریہ اور دعاء کے مستحق ہیں۔

اور اسی کے ساتھ اور اس سے کچھ زیادہ ہی داعی الی اللہ اور عالم رباني مولانا قاری سید صدیق احمد باندوی سرپرست جامعہ عربیہ ہتورا باندہ (بیوپی) اس سے زیادہ شکریہ اور دعاء کے مستحق ہیں جن کی سرپرستی اور نگرانی، ہمت افزائی اور قدردانی کے سایہ میں ایسے مفید اور قابل قدر کام اور ان کے زیر اہتمام دانش گاہ اور تربیت گاہ میں انجام پار ہے ہیں۔ اطال اللہ بقائے و عم نفعہ جزاہ اللہ خیرا۔

ابو الحسن علی ندوی

دائرۃ شاہ علم اللہ حسنسی رانے بریلی کے ارزی الحجہ ۱۳۱۵ھ

دعائیے کلمات

**عارف باللہ حضرت مولانا سید صدیق احمد صاحب باندوی رحمۃ اللہ علیہ
بانی جامعہ عربیہ ہتورا باندہ (یوپی)**

نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

حکیم الامت حضرت مولانا و مفتضانا الشاہ اشرف علی تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کے
بارے میں بزمانہ طالب علمی اکابر امت نے اس کا اندازہ لگایا تھا کہ آگے چل کر
مندار شاد پر متمکن ہو کر مر جمع خلافت ہوں گے اور ہر عام و خاص ان کے فیوض و برکات
سے متعین ہوں گے۔ چنانچہ حضرت اقدس کے کارہائے نمایاں نے اساطین امت کے
اس خیال کی تصدیق کی، کہنے والے نے سچ کہا ہے۔ ”فندر ہر چہ گوید دیدہ گوید“
خداوند قدوس نے حضرت والا کو تجدید اور احیاء سنت کے جس اعلیٰ مقام پر فائز
فرمایا تھا اس کی اس دور میں نظریں نہیں۔

آج بھی مخلوق حضرت کی تصنیفات و ارشادات عالیہ اور موعظ حسنہ سے فیضیاب
ہو رہی ہے، حضرت کے علوم و معارف کے سلسلہ میں مختلف عنوان سے ہندوپاک میں کام
ہو رہا ہے، لیکن بجا طور پر کہا جاسکتا ہے کہ اللہ پاک نے محض اپے فضل سے عزیزی مولوی
مفتی محمد زید سلمہ مدرس جامعہ عربیہ ہتورا کو جس نرالے انداز سے کام کی توفیق عطا فرمائی اس
جامعیت کے ساتھ ابھی تک کام نہیں ہوا تھا اس سلسلہ کی تین درجن سے زائد ان کی
تصانیف ہیں۔ بارگاہ ایزدی میں دعا ہے کہ اس کو قبولیت تامہ عطا فرمائے اور مزید توفیق
نصیب فرمائے۔

احقر صدیق احمد غفرلہ

خادم جامعہ عربیہ ہتورا باندہ (یوپی)

عرض مرتب

بسم الله الرحمن الرحيم نحمد لله ونصلى على رسوله الكريم اما بعد
الله تعالى نے انسان کے اندر مختلف صلاحیتیں اور مختلف قوتیں پیدا فرمائی ہیں
قوت شہوت، قوت شجاعت، قوت غصب، ہر انسان میں کم و بیش یہ قوتیں پائی جاتی ہیں اور
الله تعالیٰ کی پیدا کی ہوئی تمام قوتوں میں بے شمار مصالح اور فوائد بھی ہوتے ہیں، اس کی
پیدا کی ہوئی کوئی چیز بلا مصلحت اور بے فائدہ نہیں، البتہ ان قوتوں کے بے موقع اور غلط
استعمال سے بڑے نقصانات بھی ہو جاتے ہیں، یہی حال قوت غصیبی کا بھی ہے کہ اللہ
تعالیٰ نے انسان میں غصہ ہونے کی صلاحیت رکھی ہے نہ یہ علی الاطلاق محمود ہے نہ مذموم،
غضہ اگر اپنے موقع پر ہو اور حدود کے اندر ہو تو محمود ہے ورنہ مذموم۔

حضرت امام غزالیؒ فرماتے ہیں:

غضہ کا محل قلب ہے جس کے تین درجے ہیں افراط، تفریط، اعتدال، افراط تو یہ کہ
آدمی غصہ میں ایسا بے قابو ہو جائے کہ عقل و دین کی حدود کو بھی پار کر جائے اور نظر و فکر
سے کام لئے بغیر انجام سے بے خبر ہو کر کوئی اقدام کر بیٹھے۔

اور تفریط (یعنی کوتاہی) کا درجہ یہ ہے کہ غصہ کے موقع پر اور غصہ کی باتوں میں بھی
آدمی کو غصہ نہ آئے، یہ یقیناً ایک برا وصف ہے اور ایسے ہی شخص کے متعلق کہا جاتا ہے کہ
بڑا بے غیرت و بے حمیت اور بے حس ہے۔ حضرت امام شافعیؓ ارشاد فرماتے ہیں: جس
کو غصہ کے موقعوں پر بھی غصہ نہ آئے وہ گدھا ہے (یعنی بے وقوف اور بے غیرت ہے)
یعنی جس میں غصب و جیبیت کی قوت نہ ہو وہ بے حس اور ناقص آدمی ہے۔

غضہ کا تیسرا درجہ اعتدال کا ہے جو عقل و شرعاً محمود و مطلوب ہے یعنی غصہ کے موقع
پر اور غصہ کی باتوں میں اعتدال کے ساتھ عقل و شریعت کے دائرة میں رہ کر غصہ آنایہ و صاف

محمود اور مطلوب ہے جس کو حمیت بھی کہتے ہیں۔ (احیاء العلوم ص ۱۶۳ ایمان حقیقتہ الغضب)
 رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اندر بھی غصہ کی صفت پائی جاتی تھی اور غصہ کے موقعوں میں آپ غصہ بھی ہوتے تھے لیکن آپ کا غصہ اعتدال کے ساتھ ہوتا تھا، آپ کا غصہ اپنی ذات اور نفس کے لئے نہیں ہوتا تھا بلکہ دینی ضرورت سے یادوسرے کی تربیت اور تنبیہ کے لئے ہوتا تھا۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دنیا کے لئے تو غصہ نہ ہوتے تھے لیکن مسئلہ جب حق اور دین کا آتا تو پھر آپ کسی کونہ پہچانتے، اور کوئی طاقت آپ کے غصہ کو نہ روک سکتی حتیٰ کہ آپ دین کے خاطر انتقام لے لیتے۔
 (شامل ترمذی، احیاء العلوم ص ۱۶۷ ج ۳)

لیکن یہی غصہ اگر نفسانی جذبہ سے اپنی ذات کے لئے ہو، بے موقع یا ضرورت سے زائد اور شریعت کی بیان کردہ حدود سے خارج ہو تو ایسے غصہ کی بابت جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں کہ غصہ ایمان کو اس طرح فاسد اور کنما کر دیتا ہے جیسے ایلوا (کڑوا پھل) شہد کو (مشکلہ شریف)

ایک صحابی نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے تین مرتبہ نصیحت کی درخواست کی آپ نے تینوں مرتبہ فرمایا لَا تَغْضَبْ، لَا تَغْضَبْ، لَا تَغْضَبْ، یعنی غصہ نہ کیا کرو، غصہ نہ ہوا کرو، غصہ مت کیا کرو۔ (مشکلہ شریف)

مولانا مفتی محمد تقی عثمانی صاحب مدظلہ العالی امام غزالیؒ کے حوالے سے تحریر فرماتے ہیں:
 آدمی پر جب غصہ کا غالبہ ہوتا ہے اور وہ انتقام لینے سے عاجز ہوتا ہے تو اندر ہی اندر گھٹتا ہے اور اس کے اندر مغضوب علیہ (جس پر غصہ آیا ہے اس) کی طرف سے کینہ پیدا ہو جاتا ہے، پھر اسی کینہ سے حسد، غیبت، چغلی، ترک سلام و کلام، کذب و اتهام، شماتة اعداء وغیرہ دیگر امراض پیدا ہوتے ہیں، تو غصہ اتنا خطرناک مرض ہے کہ کینہ غیبت جیسے مہلک امراض کی جڑ اور بنیاد بھی غصہ ہی ہے اس لئے اس کا علاج بہت ضروری ہے۔

امام غزالیؒ جعفر بن محمد کے حوالہ سے تحریر فرماتے ہیں: **الْغَضَبُ مَفْتَاحُ كُلِّ شَرٍ**

یعنی غصہ ہر برائی کی کنجی ہے۔ (احیاء العلوم ص ۱۶۲ ج ۳)

اس سے معلوم ہوتا ہے کہ غصہ ایک نہایت مذموم وصف اور باطنی گناہوں میں سے ایک گناہ ہے اور حق تعالیٰ کا ارشاد ہے:

وَذُرُوا ظَاهِرًا لِّأَثْمٍ وَبَاطِنَهُ، يُعْنِي ظَاهِرِيَّةً وَبَاطِنِيَّةً تَمَامًا گناہوں کو چھوڑ دو۔ (پانعام)

اس لئے ہر وہ شخص جس کے اندر بے جا غصہ کرنے یا ضرورت سے زیادہ غصہ کرنے اور حدود شرعیہ سے ہٹ کر اپنی ذات یا عصیت کی بنا پر غصہ کرنے کا مرض ہو خواہ اس غصہ کا تعلق گھر والوں یا بیوی پچوں سے ہو یا اپنے ماتحتوں نوکروں و شاگردوں اور مجرموں سے ہو۔ حد شرعی سے زائد جس میں بھی غصہ ہو گا وہ قابل اصلاح ہو گا خواہ وہ زیادتی کیست کے لحاظ ہو یا کیفیت کے لحاظ سے۔

کمیت کے لحاظ سے غصہ کی زیادتی کا مطلب یہ ہے کہ بہت جلدی بار بار اور بات بات پر غصہ آ جائے، اور کیفیت کے اعتبار سے زیادتی کا مطلب یہ ہے کہ بہت جلدی اور بار بار تو نہیں آتا لیکن جب آتا ہے تو اتنا شدید کہ اترنے کا نام نہیں لیتا، اور آدمی غصہ میں بے قابو ہو جاتا ہے، شریعت میں غصہ کی یہ دونوں صورتیں منوع ہیں اور جس کے اندر یہ مرض پایا جاتا ہے اس کا ایمان بھی ناقص ہوتا ہے، صحت بھی بر باد ہوتی ہے، خود بھی تکلیف اور رنج میں مبتلا ہوتا ہے، دوسروں کو بھی مشقت میں ڈالتا ہے، اور خطرہ ہوتا ہے کہ غصہ میں آ کر ایسا کوئی اقدام نہ کر سکیے کہ اپنے مال و جسم کا یا اپنی بیوی اور اولاد کا خسارہ برداشت کر لے، مثلاً غصہ میں بیوی کو طلاق دے دے اور بعد میں پچھتا تا پھرے جیسا کہ آج کل کثرت سے ایسے واقعات پیش آتے رہتے ہیں۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ غصہ ایک خطرناک مرض ہے جس کا علاج بہت ضروری ہے۔

گذشتہ صدی میں اللہ تعالیٰ نے حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی تھانویؒ کو پیدا فرمائیں سے دین کی عظیم الشان اصلاحی و تجدیدی خدمت لی ہے، انہوں نے اپنے ملفوظات

و موعظ اور مکتوبات میں تصوف کی حقیقت کو واضح فرمایا، باطنی امراض و عیوب میں سے ایک ایک کی نشاندھی فرمائی، شیطان اور نفس کے مکائد سے متنبہ کیا، اور ایک ایک امراض کا علاج ہر مرض اور مریض کے مطابق ارشاد فرمایا۔ حضرتؐ کی یہ اصلاحی و تجدیدی کا دشیں الحمد للہ آج بھی ان کی کتابوں میں منتشر اور اس میں موجود ہیں ضرورت ہے کہ امت ان سے فائدہ اٹھائے۔

حضرت اقدس تھانوؒ کے یہ روحانی علاج اور نجع امت کے ہر طبقہ یعنی عوام خواص علماء و طلباء سب ہی کے لئے نہایت مفید بلکہ ضروری ہیں، امت کی آسانی کے لئے حضرت تھانوؒ کی مختلف کتابوں خصوصاً تربیت السالک کو سامنے رکھتے ہوئے احقر نے مختلف باطنی عیوب و امراض اور ان کے علاج سے متعلق مختلف رسائل ترتیب دئے ہیں۔

اس سے قبل ”بدنگاہی کا بیال اور اس کا علاج“، منظر عام پر آچکا ہے الحمد للہ اہل علم نے اکو بہت پسند کیا اور اسی انداز پر دوسرے رسائل مرتب کرنے کی خواہش کی۔ زیر نظر رسالہ غصہ کے موضوع پر اسی سلسلہ کی ایک کڑی ہے۔ اس کے علاوہ دیگر موضوعات پر بھی کام جاری ہے ریاء اور زبان کی حفاظت سے متعلق بھی کام ہو چکا ہے، اللہ تعالیٰ جلد از جلد اسکی طباعت و اشاعت کا انتظام فرمادے۔ اور امت کے لئے مفید بنائے۔

میں بہت بہت شکر گزار ہوں جناب الحاج شکیل احمد صاحب مدظلہ العالی (غلیفہ حضرت مولانا محمد حنیف صاحب دامت برکاتہم گورینی) کا کروہ اس کام اور اس سلسلہ کی تکمیل کے لئے بہت ہی کوشش ہیں اور ان کی بار بار کی تحریک سے کام جلدی ہو گیا، اور انہیں کے تعاون سے الحمد للہ یہ کام منظر عام پر آیا اللہ تعالیٰ اپنی شایان شان دنیا و آخرت میں ان کو جزا خیر عطا فرمائے، اور ان کے اخلاص و کنکن کی برکت سے اس سلسلہ کی جلد از جلد تکمیل فرمائے۔ اور پوری امت کی اصلاح کا ذریعہ بنائے آئین یارب العالمین و صلی اللہ علیٰ محمد و سلم

محمد زید مظاہری ندوی

استاد دار العلوم ندوۃ العلماء لکھنؤ ۳ صفر ۱۴۳۲ھ

باب

غصہ سے متعلق آیات قرآنیہ وارشادات ربانیہ

اعوذ بالله من الشیطان الرحیم ۝ بسم الله الرحمن الرحيم

(۱) وَسَارِعُوا إِلَى مَغْفِرَةٍ مِّنْ رَّبِّكُمْ (ترجمہ) اور دوڑو مغفرت کی طرف جو وَجَنَّةٌ عَرْضُهَا السَّمَوَاتُ وَالْأَرْضُ تمہارے پروردگار کی طرف سے ہے اور جنت اُعِدَّتُ لِلْمُتَّقِينَ ۝ الَّذِينَ يُفْقَدُونَ فِي کی طرف جس کی وسعت ایسی ہے جیسے السَّرَّاءِ وَالضَّرَاءِ وَالْكَاظِمِينَ سب آسمان اور زمین، وہ تیار کی گئی ہے خدا سے ڈرنے والوں کے لئے، ایسے لوگوں الْغَيْظَ وَالْعَافِينَ عَنِ النَّاسِ ۝ وَاللَّهُ کے لئے جو کہ خرچ کرتے ہیں فراغت میں اُبِحِبُّ الْمُحْسِنِينَ ۝ اور تنگی میں، اور غصہ کے ضبط کرنے والے ہیں، اور لوگوں سے درگذر کرنے والے ہیں، اور اللہ تعالیٰ ایسے نیکوکاروں کو محبوں رکھتا ہے۔

(آل عمران پ ۲)

(۲) مَا عِنْدَ اللَّهِ خَيْرٌ وَّابْقَى لِلَّذِينَ (ترجمہ) جو اجر ثواب آخرت میں اللہ کے آمُنُوا وَأَعْلَى رَبِّهِمْ يَتَوَكَّلُونَ ۝ یہاں ہے وہ بدرجہاں اس (دنیوی وَالَّذِينَ يَجْتَنِبُونَ كَبَائِرَ الْإِثْمِ ساز و سامان اور عزت) سے بہتر ہے اور زیادہ وَالْفَوَاحِشَ وَإِذَا مَا غَضِبُوا هُمْ پائیدار، وہ ان لوگوں کے لئے ہے جو ایمان لے آئے اور اپنے رب پر توکل کرتے ہیں۔
يَغْفِرُونَ ۝ اور جو کہ کبیرہ گناہوں سے اور بے حیائی کی باقوں سے بچتے ہیں اور جب ان کو غصہ آتا ہے تو معاف کر دیتے ہیں (بیان القرآن)

(شوریٰ پ ۲۵)

(۳) فَبِمَا رَحْمَةٍ مِّنَ اللَّهِ لُتَّ لَهُمْ (ترجمہ) خداہی کی رحمت کے سبب آپ ولوکنے فاظاً غلیظ القلب ان کے (صحابہ) ساتھ زرم رہے اور اگر لانفضو امن حولک فاعف عنہم آپ تند خونخت طبیعت ہوتے تو یہ آپ کے پاس سے سب منتشر ہو جاتے سو آپ وَاسْتَغْفِرُ لَهُمْ (آل عمران پ ۲) ان کو معاف کر دیجئے اور آپ ان کے لئے استغفار کر دیجئے۔

بیان القرآن (آل عمران پ ۲)

(۴) إِذْفَعْ بِالْتِسْرِيْ هِيَ أَحْسَنَ (ترجمہ) آپ نیک برتاو سے بدی کو ٹال فَإِذَا ذِيْ بَيْنَكَ وَبَيْنَهُ عَدَاؤُهُ دیا کیجئے پھر یہا کیک آپ میں اور جس شخص کَانَهُ، وَلِيُّ حَمِيمٌ وَمَا يُلْقَهَا میں عداوت تھی وہ ایسا ہو جاویگا جیسے کوئی ولی إِلَّا الَّذِيْنَ صَبَرُوا وَمَا يُلْقَهَا دوست ہوتا ہے۔ اور یہ بات انہیں لوگوں کو إِلَّا ذُو حَظٍ عَظِيمٌ (حمد سجدہ پ ۲۳)

اور یہ بات اسی کو نصیب ہوتی ہے جو بڑا صاحب نصیب ہے۔ اور اگر ایسے وقت میں آپ کو شیطان کی طرف سے کچھ وسوسہ آنے لگے تو فوراً اللہ کی پناہ مانگ لیا کیجئے۔ بلاشبہ وہ خوب سننے والا ہے خوب جانے والا ہے۔

بیان القرآن (حمد سجدہ پ ۲۳)

غصہ سے متعلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادات

- (۱) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک شخص سے ارشاد فرمایا جس نے آپ سے عرض کیا تھا کہ مجھے کچھ وصیت فرمائیے آپ نے فرمایا غصہ مت ہوا کر، اس شخص نے اس سوال کوئی مرتبہ دہرایا، آپ نے ہر مرتبہ یہی فرمایا کہ غصہ مت ہوا کر۔ (بخاری)
- (۲) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا غصہ ایمان کو اس قدر بگاڑ دیتا ہے جس طرح ایلو اشہد کو۔ (بیہقی)
- (۳) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ لوگوں کو چھاڑنے والا درحقیقت پہلوان نہیں، پہلوان وہی شخص ہے جو غصہ کے وقت اپنے نفس پر قابو رکھے۔
- (۴) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ بندے نے کوئی گھونٹ اللہ کے نزدیک اس غصہ کے گھونٹ سے افضل نہیں پیا کہ جس کو اللہ کی رضا مندی کے لئے پی جاوے۔ (احمر)
- (۵) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک شخص سے ارشاد فرمایا کہ جب تم میں سے کسی شخص کو غصہ آؤے اور وہ کھڑا ہو تو اس کو چاہئے کہ بیٹھ جائے۔ پس اگر اس کا غصہ چلا جاوے تو خیر ورنہ لیٹ جائے۔

علم الاخلاق حاصل کرنا بھی ضروری ہے

تمام شریعت کا حاصل اصلاح ہی ہے جس سے آجکل ہم لوگوں کو محض غفلت ہے۔
اول تو مطلق تنبہ ہی نہیں۔ اور اگر کسی کو دین کا شوق بھی ہوا اور کچھ تنبہ بھی ہوا تو بس

اتنا کہ مسئلہ مسائل کی کتابیں پڑھ لیں گوںل نہ ہو۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی حالت یہ تھی، وہ جتنا علم حاصل کرتے تھے اس سے زیادہ عمل کا خیال رکھتے۔ اور ہم لوگوں میں سے اگر کوئی عمل بھی کرتا ہے تو بڑی دوڑ یہ ہے اور تقویٰ کی انتہا بس بھی ہے کہ نماز پڑھ لی اور روزہ رکھ لیا۔ اور اگر بڑے صاحب کمال بنے تو فرضوں کے علاوہ نفلیں بھی ادا کرنے لگے۔ اور ایسی بہت سی باتیں جو نماز روزہ ہی کی طرح ضروری ہیں بلکہ بعض وجوہ سے ان سے زیادہ اہتمام کے قابل ہیں ان کا کبھی خیال بھی نہیں آتا، اور وہ درستی اخلاق ہے۔ یہاں تک نوبت ہو گئی ہے کہ اگر کسی کو اخلاق کے متعلق کچھ کہا جاتا ہے تو کہتے ہیں کنز الدقاقيٰ ہم نے پڑھی اور قدوری بھی پڑھی ہے اس میں تو یہ کہیں نہیں لکھا۔

خوب یاد رکھنے گا کہ کنز الدقاقيٰ اور قدوری پر علم ختم نہیں وہ بھی دین کی کتابیں ہیں اور جوان دونوں کی اصل اور مآخذ ہے یعنی کتاب و سنت ان میں سب کچھ موجود ہے مگر رواج کچھ ایسا غلط پڑا ہے کہ دین کو نماز روزہ میں منحصر مان لیا گیا ہے۔ حدیثوں میں آپ سب کچھ پڑھتے ہیں۔ مگر عادت کے موافق سوائے چند مسائل روزہ نماز کے اور کسی بات پر نظر نہیں پڑتی۔

قوت غصبیہ کی حقیقت اور اس کے حُسن و فتح کا معیار

جاننا چاہئے کہ خلق اور خلق جدا جادا ولفظ ہیں خلق سے مراد ظاہری صورت ہے اور خلق سے مراد باطنی صورت (یعنی سیرت) ہے کیونکہ انسان جس طرح جسم سے ترکیب دیا گیا ہے اور ہاتھ پاؤں اور آنکھ کا ان وغیرہ اعضاء اس کو مرحمت ہوئے ہیں (ان ظاہری) اعضاء ہاتھ پاؤں کی طرح (اس کی باطنی صورت یعنی) سیرت کو بھی حق تعالیٰ نے باطنی اعضاء مرحمت فرمائے ہیں جن کا نام قوتِ علم، قوتِ غصب، قوتِ شہوت، اور قوتِ عدل ہے

الہذا جب تک یہ چاروں اعضاء مناسب سُدُول اور حد اعتدال پر نہ ہوں گے اس وقت تک سیرت کو حسین نہ کہا جائے گا۔ ان باطنی اعضاء میں جو بھی کمی بیشی ہوگی اس کی مثال ایسی ہوگی جیسے کسی کی ظاہری شکل اور صورت جسمیہ میں افراط و تفریط ہو کہ پاؤں مثلاً گز بھر ہوں، اور ہاتھ تین گز کے، یا ایک ہاتھ مثلاً آدھ گز کا ہو اور دوسرا گز بھر کا اور ظاہر ہے کہ ایسا آدمی خوبصورت نہیں کہا جائے گا پس اسی طرح اگر کسی کی قوت غضبیہ مثلاً حد اعتدال سے کم ہے اور قوت شہوانیہ مناسب اعتدال سے بڑھی ہوئی ہے تو اس کو خوب سیرت نہیں کہہ سکتے۔

قوتِ غضب اور قوتِ شہوت کا اعتدال اور حسن یہ ہے کہ دونوں قوتیں حکمت اور شریعت کے اشارہ پر چلنے لگیں اور مہذب و مطیع شکاری کرنے کی طرح شریعت کی فرمابدار بن جائیں کہ جس طرف بھی شریعت ان کو چلانے بلا عندر و تأمل اسی جانب لپکیں اور شکار پر حملہ کریں اور جس وقت وہ ان کو روکنا چاہے تو فوراً ٹھہر جائیں اور چپ ہو کر اپنی جگہ بیٹھ جائیں۔ قوتِ عدل کا اعتدال یہ ہے کہ قوت غضبیہ اور شہوت دونوں کی باگ اپنے ہاتھ میں لے اور ان کو دین اور عقل کے اشارہ کے ماتحت بنائے رکھے۔

قوت غضبیہ کے اعتدال کا نام ”شجاعت“ ہے اور یہی عند اللہ پسندیدہ ہے کیونکہ اگر اس میں زیادتی ہوگی تو اس کا نام تہور (تباهی و بر بادی) ہوگا اور اگر کمی ہوگی تو بزدلی کہلائے گی۔ اور یہ دونوں حالتیں ناپسندیدہ ہیں۔

شریعت میں ہر چیز کا اعتدال مقصود ہے اور اعمال اخلاق کی فرع ہیں (یعنی اعمال اخلاق سے پیدا ہوتے ہیں اور) اعتدال کا اصل محل اخلاق ہیں۔

قوت غضبیہ کا افراط (زیادتی اور حد سے تجاوز) یہ ہے کہ (آدمی) بالکل بھیڑیا ہی بن جائے اور تفریط (کمی و بزدلی) یہ ہے کہ ایسے نرم ہوئے کہ کوئی جوتے بھی مارے، دین کو برا کہہ لے تب بھی غصہ نہ آئے۔ یہ تو افراط و تفریط تھا۔ ایک اس کا اعتدال ہے یعنی جہاں

شریعت نے اجازت دی ہو وہاں تو اس قوت کو استعمال کرے اور جہاں اجازت نہ دی ہو وہاں اس قوت سے کام نہ لے۔ شریعت نے ہم کو ایسی تعلیم دی ہے جس میں تمام مصلحتوں اور مضرتوں کی رعایت ہے اس لئے ہمیں تجربہ کر کے ٹھوکریں کھا کے مصلحتیں اور مضرتیں معلوم کرنے کی ضرورت نہیں بلکہ صرف اس کی ضرورت ہے کہ شریعت کی تعلیم حاصل کر لیں اور اس کے مطابق عمل کریں۔

غصہ کے موقع پر غصہ آنانہ بد اخلاقی ہے اور نہ سخت مزاجی

اگر سختی بد خلقی ہوتی تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے کبھی صادر نہ ہوتی، جن کے بارے میں ارشاد ہے **إِنَّكَ لَعَلَىٰ خُلُقٍ عَظِيمٍ**۔ (بے شک آپ اخلاق کے بلند مقام پر ہیں) ایک مرتبہ ایک صحابی لقط (جو سامان کہیں گرا پڑا مل جائے اس) کے بارے میں سوال کر رہے تھے کہ اگر بکری جنگل میں ملنے تو اس کو حفاظت کے لئے اپنے قبضہ میں کر لیا جائے؟ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ہاں اس کو لے آنا چاہئے ورنہ درندے اس کو ہلاک کر دیں گے، پھر کسی نے پوچھا کہ اگر اونٹ ملنے تو اس کو بھی ایسا ہی کیا جائے؟ اس پر آپ کو غصہ آگیا، اور چہرہ مبارک سرخ ہو گیا، فرمایا کہ اس کی حفاظت کی کیا ضرورت ہے وہ خود موزی جانوروں کے دفع کرنے پر قادر ہے، درختوں سے پتے کھاتا ہوا اپنے مالک سے مل جائے گا، اس بات پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو غصہ اس لئے آیا کہ اس سوال سے حرص و طمع (لاچ) مترشح ہو رہی تھی، (یعنی حرص کی بنابر سوال کیا جا رہا تھا اس لئے آپ غصہ ہوئے) کیا اب بھی کہا جائے گا کہ بد اخلاقی مطلق سختی اور غصہ کا نام ہے، بعض لوگ شکایت کرتے ہیں کہ (فلان صاحب) بڑے سخت ہیں تو معلوم ہو گیا کہ یہ سنت ہے کہ بے موقع بات پر غصہ کیا جائے (یعنی غلط بات یا غلط حرکت پر غصہ کیا جائے)۔^۲

غصہ کی قباحت اور اس کے نقصانات

غصہ ہو جیز ہے جس سے آدمی قتل کر بیٹھتا ہے اور یہی وہ جیز ہے جس سے طلاق دے بیٹھتا ہے اور گھر ویران کر لیتا ہے۔ اور غصہ طباً بھی مضر ہے مجھے یاد ہے کہ ایک دفعہ مجھے غصہ آیا تھا تو رات بھرنیں نہیں آئی، نیند نہ آنے سے جو صحت پر براثر پڑتا ہے وہ پڑا تو یہ غصہ کی ہی خرابی ہوئی۔

ایک روایت میں آیا ہے کہ ایک شخص نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے درخواست کی کہ مجھ کو کوئی خاص نصیحت کیجئے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا لَا تَغْضُبْ اس نے پھر اور درخواست کی آپ نے فرمایا لَا تَغْضُبْ اس نے پھر اور درخواست کی آپ نے فرمایا لَا تَغْضُبْ یعنی غصہ نہ کر، اور غصہ نہ کر اور غصہ نہ کر۔ تاکید کے واسطے تین دفعہ مکر فرمایا۔ اس شخص کی درخواست پر ایک بار جواب دینے سے جو کچھ غصہ کی برائی ثابت ہوتی ہے وہی کیا کم تھی کیونکہ قرینہ مقام بتا رہا ہے کہ کوئی خاص نصیحت اور کام کی باتوں کا لب لباب ہے، چہ جائے کہ تاکید پر تاکید فرمائی۔

معلوم ہوا کہ غصہ بہت ہی قابل اهتمام چیز ہے اور اس کی برائی کوئی معمولی برائی نہیں۔ جب کوئی مرض بڑا اور خطرناک ہو تو اس کے لئے علاج بھی بڑے ہونے چاہئیں بڑائی کما بھی ہوتی ہے اور کیفًا بھی۔ اسی وجہ سے علماء نے اس کے اتنے علاج بتائے ہیں تو بلاشبہ علماء نے اسی تاکید پر عمل کیا جو اس حدیث میں تکرار لفظ سے نکلتی ہے۔ یہ علماء کے لکھے ہوئے علاج اصول دین سے مستنبط ہیں۔ (جو آگے آرہے ہیں) ۱

غصہ تکبر سے پیدا ہوتا ہے

زیادہ تر غصہ کا سبب کبر ہے اس کا علاج اپنی حقیقت میں غور کرنا ہے۔ جیسا امام غزالیؒ نے ایک حکایت لکھی ہے کہ ایک شخص فاخرہ لباس میں اکڑتا ہوا چلا جا رہا تھا، ایک بزرگ نے نصیحت کے طور پر کہا کہ میاں ذرا تو اوضع کے ساتھ چلو۔ تو وہ کہتا ہے کہ تم مجھے نہیں جانتے میں کون ہوں۔ یہ بولے ہاں جانتا ہوں آپ کون ہیں تمہاری حقیقت یہ ہے۔ اولُّکَ نَطْفَةَ قِدْرَةٍ وَآخِرُكَ جِيقَةً مُذْرَةً وَأَنْتَ بَيْنَ ذَلِكَ تَحْمِلُ الْعَدْرَةَ تمہاری ابتدائی حالت تو یہ ہے کہ نطفہ ناپاک تھے اور آخری حالت یہ ہو گی کہ ایک سڑے ہوئے مردار ہو جاؤ گے اور درمیانی حالت یہ کہ دوسرے کم پاخانہ تمہارے پیٹ میں نہیں۔ حقیقت میں یہ باتیں ایسی ہیں کہ غصہ کے وقت ان پر غور کرنا چاہئے کیونکہ منشا غصب کا اکثر کبر ہے اور کبر کا منشا اپنی حقیقت سے بے خبر ہے یہ تو علمی علاج ہے۔

غیبت و شکایت بھی غصہ سے پیدا ہوتی ہے

عورتوں میں غصہ کا عاموی مرض

چونکہ مستوارت کا مجھ ہے اس واسطے ایسی دو ضروری باتوں کا بیان کیا جاتا ہے جس میں مستورات علی العموم بتلا ہیں۔ وہ دو مرض ہیں غیبت اور غصہ۔

اور غور سے دیکھا جائے تو ان دونوں میں بھی اصل ایک ہی ہے اور دوسرا اس کی فرع۔ اور وہ اصل غصہ ہے۔ غیبت جب کبھی ہوتی ہے تو کسی ایسی بات کے بعد ہوتی ہے جو خلاف طبع ہو۔ جب وہ بات ناگوار ہوتی ہے تو اس کا ذکر زبان پر آ جاتا ہے اگر غصہ نہ

آئے یا آدمی اس ناگواری خاطر کو ضبط کر لے تو شکایت کیوں زبان پر آئے اس سے ثابت ہوا کہ شکایت و غیبت غصہ ہی کا نتیجہ ہے۔

غضہ کی حکمت اور اس کا بہترین مصرف

یہاں کوئی سوال کر سکتا ہے کہ جب غصہ ایسی بڑی چیز ہے تو انسان میں اس کی ترکیب کیوں رکھی گئی ہے (یعنی غصہ کو کیوں پیدا کیا گیا؟) اس کا جواب حضرت حاجی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے اصول سے دیتا ہوں۔ حضرت فرماتے تھے ہر چیز میں برائی اور بھلائی دونوں میں موقع استعمال کے فرق سے ایک ہی چیز خیر اور شر ہو جاتی ہے جیسے روپیہ کے اسی سے آدمی کی بسر معاش ہے اور اسی کو جرام میں خرچ کیا جائے تو آدمی مجرم بن جاتا ہے تو اسی روپیہ کی بدولت جس سے آرام پاتا تھا باب قسم کی تکالیف اٹھاتا ہے وجہ یہی ہے کہ بے موقع خرچ کیا گیا۔ اسی طرح غصہ کو حق تعالیٰ نے مضرت کے لئے پیدا کیا ہے۔

اس میں دفعہ کا ایسا اثر ہے جیسے تلوار میں کامنے کا کسی اپنے عزیز کے گلے پر تلوار رکھ دو جب بھی کامنے کے گلے پر رکھو۔ جب بھی کامنے کے گلے پس غصہ میں فی ذاتہ کوئی برائی نہیں بلکہ قصور کام لینے والے کا ہے۔ اللہ کے دشمنوں کے مقابلہ میں اس سے کتنا کام لے سکتے ہیں اور اگر اس کا موقع نہ ہو تو حضرت حاجی صاحب اس کے استعمال کا موقع بتاتے ہیں کہ اپنے نفس پر اس سے کام لو کیونکہ سب سے بڑا دشمن تمہارا نفس ہے چنانچہ فرمایا گیا ہے اعدی عدوک التی بین جنیک (یعنی تمہارا سب سے بڑا دشمن تمہارے پہلو میں تمہارا نفس ہے) جب غصہ میں تلوار کی طرح سے دشمن کے دفع کرنے کی خاصیت ہے تو اس موقع پر بڑا اچھا کام دے گا غصہ دوسروں پر چلانے سے پہلے اپنے اس

بڑے دشمن پر چلا یئے یہ نفس آپ کا ایسا چھپا دشمن ہے کہ جس کی دشمنی کی خبر بھی نہیں ہوتی۔ دوسرے دشمن آپ کے کھلم کھلام مخالف ہوتے ہیں اور یہ جو کام آپ سے کرتا ہے لذات اور شہوات کے پردہ میں کرتا ہے تو اس کی ایسی مثال ہو گئی جیسے آپ کا ایک مخالف آپ کو سنکھیا دے اور کہے کہ یہ کھالیجے آپ اس کو ہرگز نہ کھائیں گے اور ایک آپ کا دوست جو درحقیقت دشمن ہو اور آپ کے قتل کی فکر میں ہو لڈو میں ملا کر زہر دیدے تو آپ اس کو بڑے شوق سے کھالیں گے اور جب تک اس زہر کا اثر نہ ہو گا آپ کو زرا بھی وہم نہ ہو گا۔

غصہ کے نقصان کی تلافی محض توبہ سے نہیں ہوتی

اسی طرح نفس آپ سے لذات اور شہوات کی آڑ میں ایسے بڑے کام کرادیتا ہے کہ انکے نتیجے بہت ہی خراب ہیں اور آپ کو پہنچی نہیں چلتا جس وقت وہ نتائج ظاہر ہوں گے تو ان کا تدارک مشکل ہو جائے گا۔ مثلاً کسی سے ناخوش ہو کر آپ نے اس کی غیبت کی تو اس وقت تو آپ کو ایک قسم کی لذت حاصل ہوئی لیکن وہ کام ہو گیا جس کا تدارک اب آپ کے ہاتھ میں نہیں جیسا کہ تیرکمان سے چھوٹنے کے بعد تیر انداز کے قبضہ میں نہیں رہتا۔ اب یہ گناہ اپنے نتائج ضرور لائے گا تو بے بھی معاف نہیں ہو سکتا پونکہ حق العبد ہے اس سے معاف کرائیے جس کی غیبت کی مگر اس سے کیا امید ہے کہ وہ معاف کرے گا، جب اسے معلوم ہو گا کہ میرے بلا معاف کئے معاف نہیں ہو سکتا اور معاف نہ کرنے کی صورت میں اس کو نیکیاں ملیں گی (تو وہ آسانی سے کیوں معاف کرے گا) دیکھئے کہ نفس نے لذت کی آمیز سے آپ کو کس خطرناک بات میں ڈال دیا تو اس کی دشمنی کیسی پچھگھری ہوئی، اس ہتھیار کو جو خدا نے دفع مضرت کے لئے دیا ہے یعنی غصہ کو ایسے دشمن کے مقابلہ میں استعمال کیجئے تو اعلیٰ درجہ کی عقلمندی ہے۔

حکیم الامت حضرت تھانویؒ کا اعتراف اور اپنی اصلاح کی فکر

میں نے اس مضمون کو قصد اس لئے بیان کیا ہے کہ میں خود بھی اس غصہ کے مرض میں مبتلا تھا، بیان کرنے سے اپنی غلطی کا اعتراف بھی ہے اور اس اعتراف کا خاصہ یہ ہوتا ہے کہ آدمی کے اندر سے وہ عیوب جاتا رہتا ہے۔

خلاصہ یہ ہے کہ اگر غصہ آؤے تو روکا اور آدمیت سے مت نکلو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ سے پوچھا کہ پہلوان کون ہے پھر خود ہی فرمایا اللہِ ذی یَمْلُکُ نَفْسَهُ، الغَضَبُ یعنی پہلوان وہ ہے جو غصہ کے وقت اپنے نفس پر قابو رکھے۔

نہ مرد داست آں بہ نزدیک خردمند کہ باپیل دماں پیکار جوید بلے مردانکس است از روئے تحقیق کہ چونشم آیدش باطل نگوید پس جو غصہ کو بالکل زائل کر دیتے ہیں وہ نہایت تقریط (کوتاہی) میں ہیں اور جو جوش پر عمل کرتے ہیں وہ افراط (غلوا و زیادتی) میں ہیں اور جو روک کر حنفیف اثر سے عقل کے ساتھ کام لیتے ہیں انہوں نے غصہ کے منافع اور مصالح سے کام لیا۔

ب

غصہ کے سلسلہ میں شیطان کے تین دھوکے

اخلاق ذمیمہ میں بھی دھوکہ ہو جاتا ہے کہ شیطان ان میں بہت سے منافع بھاتا ہے مثلاً اسی غصب کو لیجئے کہ اس میں بھی بہت التباس (دھوکہ) واقع ہوتا ہے۔ حالانکہ اس پر سب کا اتفاق ہے کہ غصہ فتح (بر) ہے اور فتح ہونا اس وقت معلوم ہوتا ہے جب اس پر کوئی واقعہ مرتب ہوتا ہے لیکن پھر بھی جو یہ نہیں چھوٹا جہا اس کی یہ ہے کہ اس میں شیطان تین قسم کی مصلحتیں بھاتا ہے کبھی عقلی، کبھی شرعی، کبھی طبعی، طبعی تو یہ ہے کہ اس میں لطف اور لذت آتی ہے گو بعد میں نادم ہونا پڑتا ہے لیکن یعنی وقت میں لذت بہت آتی ہے اور اس مصلحت کا جواب تو ظاہر ہے کہ اس لذت کے بعد فوراً ندامت ہوتی ہے کبھی کسی کو یاد نہ ہوگا کہ غصہ آیا ہوا اور ندامت نہ ہوئی ہو تو یہ طبعی مصلحت ہے۔

اور عقلی مصلحت پابندان طبیعت (یعنی طبیعت کی پیروی کرنے والوں) کو نظر آتی ہے کہ وہ کہتے ہیں کہ اگر ہم اپنے ماتخوں پر غصہ نہ کریں تو لوگ ہم کو کھا جائیں جیسے حکایت ہے کہ ایک سانپ ایک بزرگ کا مرید ہو گیا تھا ان بزرگ نے کسی کوستانے سے توبہ کرائی۔ ایک مدت کے بعد جو اس پر ان بزرگ کا گذر ہوا دیکھا تو اس کا بہت شکستہ حال ہے پُچا کھچا پڑا ہوا ہے پوچھا کیا حال ہے؟ عرض کیا جب سے حضرت سے بیعت ہوا ہوں اور توبہ میری مشہور ہو گئی ہے تمام جانوروں نے مجھ پر یورش کر کھی ہے سب مجھ کو نوچتے ہیں ان بزرگ نے فرمایا کہ میں نے تجھ کو کاٹنے سے منع کیا تھا پھنکارنے سے تو منع نہیں کیا، پھنکار لیا کر تو بعضوں کو واقعی اس کی ضرورت ہوتی ہے لیکن حد سے تجاوز مذموم ہے۔

اور شرعی مصلحت یہ خیال میں آ جاتی ہے کہ شیطان یہ تعلیم کرتا ہے کہ دوسروں کی اصلاح اسی وقت ہوگی جب کہ ختنی اور غصہ سے کام لیا جائے اس وجہ سے اس کو ترک نہیں کرتا۔

غضہ کے تین مرتبے

جاننا چاہئے کہ غصہ اور اسی طرح ہر خلق کے اندر تین مرتبے ہیں۔ اول تو غصہ کا پیدا ہونا یعنی ہیجان نفس۔

دوسرا یہ ہے کہ اس کے مقتضے پر جوش میں آ کر کوئی کارروائی کرنا مثلاً غصہ آیا اور جوش آیا کہ زبان سے فلاں بات سخت اس کو کھوں اور ہاتھ سے ماروں۔ پس جس قدر ہیجان اور جوش کا مقتضے تھا سب افعال اس نے کر لیے۔

تیسرا مرتبہ یہ ہے کہ ہیجان تو ہوا لیکن نفس اس شخص کو بے قابو نہیں کرتا اور نہ جوش کو جاری کرتا ہے اور معاً کوئی کارروائی نہیں کی۔ بلکہ جب جوش ختم ہو گیا اس وقت غور کر کے کارروائی کرتا ہے۔

اب تینوں مرتبوں میں غور کرنا چاہئے کہ کس میں مصلحت ہے اس لئے کہ غصہ کے اندر عقلی اور شرعی حکمتیں ضرور ہیں انکا انکار کسی طرح نہیں کیا جاسکتا اور وہ مصالح واجب احتصیل ہیں (یعنی ان مصالح کا حاصل کرنا ضروری ہے) اور وہ موقوف ہیں غصہ آنے پر اور بحکم مُقدَّمة الْوَاجِبِ وَاجِبٌ، وہ بھی واجب ہے۔ لہذا بعض افراد کے اعتبار سے غصہ واجب ہوا اور بعض کے اعتبار سے منہ عنہ (یعنی ناجائز) بھی ہے جو لوگ محققین نہیں ہیں وہ ایسے مقامات پر پہنچ کر ٹنگ ہوتے ہیں اور گھبراتتے ہیں۔

غصہ کا پہلا درجہ غصہ بالکل نہ آنا

شریعت میں کس قدر وسعت ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ غور کرنا چاہئے کہ تم مرتباً جو غصب کے بیان کئے گئے ہیں ان میں سے وہ مصلحتیں کس درجہ میں حاصل ہوں گی کہ وہ مرتبہ مامور بدہ اور ماذون فیر (یعنی جس کی اجازت) ہو اور کس مرتبہ میں حاصل نہ ہوں گی کہ وہ منہی عنہ اور فتح (ممنوع اور بُرا) ہوا اول مرتبہ تھا جوش کا آنا یہ تو منہی عنہ نہیں ہے، شریعت کا حکم نہیں کہ ہم بالکل ٹھنڈے بن جائیں۔ بعضوں نے اپنے نفس کو اس قدر مارا کہ بالکل ہی اس غریب کو مار دالا۔

دیکھو! اگر شریعت میں اس قدر بے حسی مطلوب ہوتی تو کلمۃ اللہ جو مشرق سے مغرب تک بواسطہ اعلاء کے پھیل گیا یہ کیسے ہوتا، یہ غصہ ہی کی بدولت ہوا، اسی طرح شہوت کا قطع کرنا اگر مقصود ہوتا تو تو الدا اور تناسل کیسے ہوتا، اور نیز مجاہدہ کے اندر اجر کھا گیا ہے وہ کیسے حاصل ہوتا، تقویٰ کی دولت کہاں نصیب ہوتی ہے۔

غصہ بالکل نہ آنانہ مُحْمُود ہے نہ مطلوب

سخت غلطی ہے اس شخص کی جو غصہ کو بالکل دور کرنا چاہئے کہ وہ بالکل ہی مليا میٹ ہو جائے اگر یہ مطلوب ہوتا تو یوں نہ فرماتے وَالْكَاظِمِينَ الْغَيْظَ وَالْعَافِينَ عَنِ النَّاسِ (یعنی اللہ کے نیک بندے وہ ہیں جو غصہ کو پی جانے والے اور لوگوں کو معاف کرنے والے) اور یہ ارشاد نہ ہوتا اذَا مَأْغَضُبُوْ اهُمْ يَغْفِرُوْنَ (کہ اللہ کے بندے جب غصہ ہوتے ہیں تو معاف کر دیتے ہیں) اور لَا تَغْضِبْ (غضہ کرو) صینگہ نہیں کا ارشاد نہ ہوتا اس لئے کہ محو (یعنی ختم) ہو جانے کے وقت مادہ ہی غصب کا نہ رہتا تو اس سے ممانعت ہی کی

ضرورت نہ رہتی پس جوش اور غصہ کا آناممنوع نہیں ہے۔ اس لئے کہ یہ امور غیر اختیاریہ میں سے ہے اور امر و نہی امور اختیاریہ کے طرف متوجہ ہوتے ہیں اور امور غیر اختیاریہ نہ محمود ہیں نہ مذموم۔ ہاں اس اعتبار سے ان کو محمود کہا جاسکتا ہے کہ وہ حق تعالیٰ کی قضاۓ پیش آئے ہیں جیسے حافظ شیرازی اسی مضمون کی نسبت کہتے ہیں۔ در طریقت ہرچہ پیش سالک آید خیر اوست برصراط مستقیم اے دل کے گمراہ نیست بہر حال یہ درجہ (کہ غصہ بالکل نہ آئے) ممنوع نہیں ہے۔

غصہ کا دوسرا درجہ اس کے تقاضے پر عمل کرنا

اب دو درجہ باقی رہ گئے ایک تو جوش کے موافق کارروائی کرنا، دوسرا جوش کو دبا کر عقل اور شرع کے تقاضے کے موافق عمل کرنا۔ سو تجربہ یہ ہوا ہے کہ جوش کے موافق کارروائی کرنے میں مصالح عقلیہ بالکل نہیں ہیں اور مفاسد بہت ہیں، طبعی مصلحت یعنی لذت آنایا بے شک ہے، لیکن وہ ایسی ناک کے رستہ نکلتی ہے کہ آدمی اس پر بے حد نادم ہوتا ہے مثلاً جوش آیا اور اس کو روکا نہیں اور کسی کو برا کہہ دیا وہ مختلف ہو گیا یا کسی کی آنکھ پھوڑ دی یا ہاتھ توڑ دیا تو اس کا انجام دنیا و آخرت دونوں کے اعتبار سے برا ہے۔ جوش کے مقتضاء پر عمل کرنے میں شرعی مصلحت بھی کچھ نہیں ہے اس لئے ارشاد یہ ہے یَسِّرَاوَلَا تُعَسِّرَا بَشِّرَاوَلَا تَنْفِرَا۔ یعنی سہولت کرو سخت نہ کرو۔ جوش خبری دو فرمت دلاؤ اور اتنے جوش پر عمل کرنے سے یقیناً نفرت ہوتی ہے

اگر کوئی کہے کہ ہبیت کی سخت ضرورت ہے یہ عقلی مصلحت ہے ہم کہتے ہیں کہ ہبیت اس طرح سے نہیں ہوتی۔ ہبیت تو محبت سے ہوتی ہے نفرت سے تو ایسا خوف ہوتا ہے جیسے درندہ سے ہوتا ہے۔ ہبیت نہیں ہوتی، ہبیت محبت کے ساتھ ہوتی ہے جناب رسول اللہ

صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ دیکھو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کوں قد محبت تھی اور ہبیت بھی بہت تھی۔ معشوق کی محبت بھی ہوتی ہے اور ہبیت بھی اس قدر ہوتی ہے کہ اس کی طرف دیکھا نہیں جاتا۔ پس ہبیت کی ضرورت ہے نفرت کی ضرورت نہیں اگر نفرت مطلوب ہوتی تو یہ کیوں ارشاد ہوتا فَبِمَا رَحْمَةٍ مِّنَ اللَّهِ لِنَتَ لَهُمْ وَلَوْ كُنْتَ فَظَّا غَلِيظَ الْقَلْبِ لَا نُفْضُوا مِنْ حَوْلِكَ۔ (ترجمہ) خدا کی رحمت کے سبب آپ صحابہ کے ساتھ زم رہے، اور اگر آپ تند خونخت طبیعت ہوتے تو یہ آپ کے پاس سے سب منتشر ہو جاتے (غرض اس مرتبہ میں نہ طبعی مصلحت ہے نہ شرعی نہ عقلی۔)

غصہ کا تیسرا درجہ محدود و مطلوب ہے

پسندیدہ غصہ کی تشریح

تیسرا مرتبہ یہ ہے کہ جوش کو کم کر کے عقل کے موافق کارروائی کرنا لیکن اس مرتبہ میں اثر غصہ کا رہنا چاہئے یہ نہ ہو کہ بالکل نہ رہے ورنہ غضب کے اندر جو مصالح ہیں وہ مرتب نہ ہوں گے لیکن اثر کی مختلف فتمیں ہیں۔

مثلاً گرمی کا اثر روٹی میں بھی ہوتا ہے اور توے میں بھی۔ مگر روٹی کو تو منہ میں رکھ لیتے ہیں اور توے کو کوئی ہاتھ بھی نہیں لگا سکتا۔ پس اتنی حرارت رکھو جتنی روٹی میں ہوتی ہے یعنی ناراضی تو ظاہر ہوا اور غصہ کا ظہور نہ ہوا جو کے اندر ملامت کا رنگ ہوا ارتانا ہے چلانے کے بعد و برق بن جائے (بچلی کی طرح گر جنے اور چکنے لگے) غرض! یہ تیسرا مرتبہ ایسا ہے کہ اس میں طبعی اور عقلی سب مصالح کی رعایت ہے اور طبعی مصلحت کی رعایت اس لئے ذکر کی گئی ہے کہ حضور ﷺ نے بھی اس مصلحت کی رعایت فرمائی ہے۔

غصہ کے تینوں درجوں کا خلاصہ

خلاصہ یہ ہے کہ (غصہ کے) تین مرتبے ہوئے، (اول) ہوا یعنی نفس کا جوش آنا یا تو نہ مامور بہے نہ منہی عنہ۔ دوسرا جوش کے موافق کارروائی کرنا یہ منہی عنہ (اور ناجائز) ہے۔ تیسرا جوش کو روک کر اور کسی قدر باقی رکھ کر اور اس پر غالب ہو کر عقل (وشرع) کے موافق عمل کرنا یہ درجہ ما ذون فیہ (یعنی جائز) ہے اب حدیث میں جولات غصب (غصہ نہ کرو) فرمایا ہے اس کے معنی سمجھ میں آگئے ہوں گے کہ غصب سے پہلا اور تیسرا مرتبہ مراد نہیں بلکہ دوسرا مرتبہ مراد ہے یعنی جوش کے موافق کارروائی نہ کرو، یہ تو حدیث کے معنی دلائل عقلیہ سے طے ہوئے۔

اب نصوص سے لیجئے حق تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں لَا يُكَلِّفُ اللَّهُ نَفْسًا إِلَّا
وُسْعَهَا اس سے معلوم ہوا کہ لَا تَعْصِبْ سے پہلا مرتبہ مراد نہیں اس لئے کہ وہ غیر اختیاری ہے دوسرا مرتبہ کی نسبت حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے لَا يَقْضِيَنَّ قَاضِ وَهُوَ
غَصْبَانُ۔ یعنی کوئی قاضی غصہ کی حالت میں فیصلہ نہ کرے۔

تیسرا مرتبہ کی اجازت ہے چنانچہ ارشاد ہے وَ الْكَاظِمِينَ الْغَيْظَ وَ الْعَافِينَ عَنِ
النَّاسِ۔ بہر حال ان نصوص اور دلائل عقلیہ سے محقق ہو گیا کہ اول مرتبہ مامور بہے نہ منہی عنہ (یعنی نہ اس کا حکم دیا گیا نہ اس سے منع کیا گیا) اور دوسرا درجہ منہی عنہ (یعنی ناجائز ہے) اور تیسرا درجہ کہیں ما ذون فیہ اور کہیں واجب۔ (یعنی کہیں جائز ہے اور کہیں واجب ہے)
اگر کسی کوشش ہو کہ اعلاء کلمۃ اللہ میں تو بغیر جوش کے کام نہیں، چلتا جواب یہ ہے کہ حدود کی رعایت وہاں بھی ہے جوش کے ہر مقتضا پر عمل کرنا وہاں بھی جائز نہیں مثلًا جوش آیا کہ کسی کو قتل کریں اور اس نے لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ كَهْدَدْيَا تو حکم یہ ہے کہ جوش کو روک لو اور ہاتھ روک لو۔ پس جوش پر عمل کرنا اسی وقت تک جائز ہے کہ حدود کے اندر ہو۔ (آداب انسانیت ص ۲۲۷)

کامل انسان وہ ہے جو غصہ سے مغلوب نہ ہو

ایک روایت میں ہے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا پہلوان کس کو کہتے ہیں۔ صحابہ نے عرض کیا کہ پہلوان وہ ہے جو کشتی لڑے، فرمایا نہیں۔ بڑا پہلوان وہ ہے جو اپنے نفس کو غصہ کے وقت قابو میں رکھے، غصہ میں جوش پیدا ہونا امر طبعی ہے اس میں ملامت نہیں مگر انسان کو خدا نے تعالیٰ نے اختیار بھی دیا ہے (لہذا اپنے اختیار سے) اس کو روکنا چاہئے۔ غصہ آنا انسانیت کے خلاف نہیں لیکن اس وقت اس اختیار کو استعمال نہ کرنا جو حق تعالیٰ نے ایسے ہی وقت کے واسطے دیا ہے انسانیت کے خلاف ہے۔

غضہ کو بھی حق تعالیٰ نے بہت ہی مصلحتوں سے انسان کی سر شست میں داخل کیا ہے اس سے بہت سے کام نکلتے ہیں لیکن اختیار کو بھی ساتھ ساتھ سر شست (فطرت) میں رکھ دیا ہے جس کا نتیجہ یہ ہونا چاہئے کہ جس جگہ غصہ کا کام ہو وہاں کام لے اور جو جگہ غصہ کے کام کی نہیں وہاں کام نہ لے یعنی انسان کامل وہ ہے کہ غصہ سے مغلوب نہ ہو۔ اسی کو فرمایا ہے کہ بڑا پہلوان وہ ہے (جو غصہ کے وقت اپنے پر قابو رکھے) اور ایک روایت میں ہے قوی وہ شخص ہے جو غصہ کا مالک ہو۔ اس میں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے زبان کی بھی اصلاح فرمائی ہے اور نفس کی بھی۔ زبان کی اصلاح جب ہی ہو سکتی ہے کہ نفس کی اصلاح ہو چکی ہو۔ جس شخص کو نفس پر قدرت حاصل ہے اس کی زبان ضرور محفوظ ہوگی تو غصہ کا مالک ہونا نفس کا مالک ہونا بھی ہے اور زبان کا بھی۔

غصہ کے وقت کیا کرنا چاہئے

غصہ میں بھی ہم خواہش کی اتباع کرتے ہیں ہدایت کی اتباع نہیں کرتے۔ اس بارہ میں ہماری حالت یہ ہے کہ غصہ کے وقت سوچتے ہی نہیں کہ اس معاملہ میں شریعت کا حکم کیا ہے فوراً غصب کے مقتضا پر عمل کر بیٹھتے ہیں۔ حالانکہ ہم کو یہ سوچنا چاہئے کہ ہم جو کچھ کر رہے ہیں شریعت کے موافق ہے یا نہیں۔ اس غصب میں بھی ایک ہوئی (یعنی خواہش) ہے اور ایک ہدیٰ (ہدایت) ہے، غصہ میں گالی دینے کو، مارنے کو سب کچھ کرنے کو جی چاہتا ہے یہ ہوئی (یعنی خواہش) ہے مگر اس میں بھی شریعت کا ایک حکم ہے وہ ہدیٰ ہے۔ شریعت نے غصہ کے بھی حدود بتائے ہیں۔ پس جس کو غصہ جاری کرنے پر قدرت ہو جیسے حاکم کو حکوم پر اور رئیس کو رعایا پر اور میاں جی (یعنی استناد) کو لڑکوں پر شریعت میں ان سب کے لئے حدود ہیں کیونکہ بعض جگہ بے جا غصہ جاری کرنے سے ہلاکت ہو جاتی ہے ان کو غصہ میں ہوش نہیں رہتا کہ ہم کیا کر رہے ہیں یہ ہے اتباع ہوئی۔ یہاں بھی ہدیٰ کو ترجیح دینی چاہئے اور شریعت پر عمل کرنا چاہئے۔ سوب سے پہلے یہ دیکھنا چاہئے کہ جس بات پر غصہ آیا ہے وہ بات غصہ کی ہے یا نہیں۔ اس میں قاعدہ شریعہ سے کام لینے کی ضرورت ہے مثلاً ایک شخص نے ہمارے عیوب بیان کئے یا کسی بیجا امر پر تنبیہ کی، ہم کو غصہ آگیا کیونکہ دوسرے کا نصیحت کرنا ہماری شان کے خلاف ہے تو ایسے موقع پر شریعت سے کام لینا چاہئے۔ مگر ہم اس میں بھی اتباع ہوئی ہی کرتے ہیں۔

غصہ کو ضبط کرنے کا طریقہ اور مجرم و قصور وار کو

سرزادینے کا شرعی ضابطہ

ایک بات جو پہلی بات کا تتمہ ہے یہ بھی ہے کہ جب غصہ آئے تو یہ بھی سوچیں کہ آیا سزادینا اجب ہے یا جائز۔ اگر واجب ہو تو اس آیت پر عمل کرے۔

وَلَا تَأْخُذْ كُمْ بِهِمَا رَأْفَةً فِي دِينِ اللَّهِ

زنا کار کے لئے فرماتے ہیں کہ اس پر شفقت غالب نہ آئی چاہئے پس اگر شرعاً سزاد اجب ہو تو سزادینا اجب ہے شیخ شیرازی فرماتے ہیں۔ ۔

بے حکم شرع آب خوردن خطاست و گرخوں بفتوى بریزی رواست

اور یہ اس صورت میں ہے جب موجب سزا اپنا حق نہ ہو بلکہ حق اللہ ہو، اور اگر اپنا حق ہو کہ کسی نے ہمارا نقصان کیا تھا یا ہماری نافرمانی کی تھی تو اس وقت کامل درجہ اتباع ہدی کا یہ ہے فَمَنْ عَفَى وَأَصْلَحَ فَأَجْرُهُ عَلَى اللَّهِ۔

یعنی اپنا حق معاف کر دے گویہ بھی جائز ہے کہ بدله لے لیکن اگر معاف کر دے تو اس کا اجر اللہ تعالیٰ پر ہے اور معاف کرنا چونکہ نفس پر شاق ہے اس کے لئے بعض مراقبات کی بھی ضرورت ہے مثلاً یہ سوچے کہ اے نفس کیا تو مجرم نہیں ہے پھر یہ کہے کہ جتنی تجھ کو اس پر قدرت ہے خدا تعالیٰ کو تجھ پر اس سے زیادہ قدرت ہے، پھر یہ سوچے کہ تو اپنے جرم کے لئے کیا چاہتا ہے؟ معافی چاہتا ہے یا سزا؟ یقیناً معافی چاہتا ہے تو جیسے تو اپنی لئے معافی چاہتا ہے۔ اسی طرح تجھ کو دوسروں کے لئے بھی معافی کو پسند کرنا چاہئے۔ اور یہ بھی سوچے کہ اگر تو خطاط معاف کر دیگا تو حق تعالیٰ تیری خطاط معاف کر دیں گے۔

غصہ کو ضبط کرنے کا آسان مراقبہ

اور یہ ضبط اور معافی علاوہ تکمیل اخلاق کے موجب اجر و ثواب بھی ہے اور واقعی قدرت کے وقت غصہ کو پی لینا اور معاف کر دینا بھی بڑے ثواب کا کام ہے اس کے فضائل بھی بہت وارد ہیں۔

بندوں کے ساتھ نرمی کا برداشت کرنے کی وجہ سے مغفرت

ایک حکایت

ایک شخص کی حکایت ہے کہ وہ زیادہ اعمال کا پابند نہ تھا۔ مگر ایک کام یہ کیا کرتا تھا کہ جب لوگوں کو قرض دیتا تو مہلت بھی دیدیتا۔ اگر مقرض کے پاس ادا کرنے کو نہ ہوا تو معاف کر دیتا، جب اس کا انتقال ہو گیا تو حق تعالیٰ نے فرمایا کہ گواں کے اعمال زیادہ نہیں مگر جب یہ باوجود عجز و احتیاج کے ہمارے بندوں کے ساتھ سہولت کرتا تھا تو ہم تو قادر ہیں ہم بھی اس کے ساتھ سہولت ہی کریں گے اس لئے ہم نے اپنا سب حق معاف کیا۔ بہر حال ان مراقبات کے بعد غصہ کو ضبط کر لینا یا مجرم کو معاف کر دینا سہل ہو جائے گا۔

ب

غصہ کو ضبط کرنے کی فضیلت

حق تعالیٰ فرماتے ہیں:

وَالْكَاظِمِينَ الْغَيْظَ وَالْعَافِينَ عَنِ النَّاسِ (ترجمہ) اور غصہ کو پی جانے والے اور لوگوں کو معاف کرنے والے۔

اس میں علاوہ فضیلتِ ضبط کے ایک دلیل بھی ہے اس دعویٰ کی جو اور پر کیا گیا ہے کہ انتقام کا جذبہ تو نفس میں رہتا ہے مگر ریاضت (وجاہدہ) سے مقاومت (مقابله) آسان ہو جاتی ہے کیونکہ حق تعالیٰ نے الکاظمین فرمایا ہے کہ غصہ کے پیٹے والے ہیں۔ یعنی غصہ تو آتا ہے مگر پی جاتے ہیں۔ فاقدِ دین الغیظ نہیں فرمایا کہ انکو غصہ ہی نہیں آتا۔ (اہوی والہدی)

جنت کی جس حور کو چاہے لے لے

جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ جو شخص اپنے غصہ کو روک لے اسی حالت میں کہ وہ اس کے اجراء پر قادر ہے اس کو خدا نے تعالیٰ قیامت کے دن علی روس الخلاق (پوری خلوق کے سامنے) با اختیار کر دیں گے کہ جس حور کو چاہے لے پسند کرے۔ (حوالہ مذکور)

غصہ کو ضبط کرنے کے سلسلہ میں چند بزرگوں کی حکایتیں

حضرت امام حسینؑ کی حکایت

حضرت امام حسینؑ کی حکایت ہے کہ آپ کے یہاں چند مہماں تھے کھانے کا

وقت آیا۔ غلام کھانا لایا اتفاق سے شور بے کا پیالہ لئے ہوئے تھا، فرش پر پاؤں پھسلا اور پیالے میں سے گرم گرم شور با آپ کے چہرہ مبارک پر پڑا۔ آپ سمجھ سکتے ہیں کہ یہ کیسا منظر تھا۔ اس وقت اہل جاہ اپنے دل میں ٹوپیں کر ایسے موقع پر وہ کیا کرتے؟ آپ نے کچھ نہیں کیا۔ مگر بمصلحت تعلیم نظر تادیب یعنی اس کی تعلیم و تربیت کی مصلحت سے اس کی طرف ترجیحی نگاہوں سے دیکھا۔ اس کی زبان پر فوراً یہ جاری ہو گیا۔ **وَكَيْلُواُلَّهِ كَاظِمِينَ الْغَيْظَ**۔ اللہ کے خاص بندے غصہ کو پینے والے ہیں، آپ نے فرمایا۔ **كَظُمْتُ غَيْظِي** کہ میں نے اپنا غصہ پی لیا، پھر غلام نے کہا۔ **وَالْعَافِينَ عَنِ النَّاسِ** اور وہ لوگوں کو معاف کر دیتے ہیں، آپ نے فرمایا۔ **عَفَوْتَ عَنِكَ** کہ میں نے تجھے معاف کیا پھر اس نے کہا۔ **وَاللَّهُ يُحِبُّ الْمُحْسِنِينَ** اور اللہ احسان کرنیوالوں کو دوست رکھتا ہے آپ نے فرمایا! قداعتیقتك لوجه الله کہ میں نے تجھ کو واللہ کے واسطے آزاد کیا!

حضرت یہ نہ نہیں ہیں اقتداء کے لئے اب یہ سوچو کہ ہم میں ان حضرات سے زیادہ کون سی فضیلت ہے جو غصہ میں آپ سے باہر ہو جاتے ہیں۔

مولانا اسماعیل شہیدؒ کی حکایت

مولانا محمد اسماعیل شہیدؒ نصیحت کرنے میں تیز مشہور تھے بعض لوگوں کا گمان یہ تھا کہ یہ تیزی نفسانیت کا جوش ہے آپ ایک دفعہ جمع میں وعظ فرمائے تھے کہ ایک بے ادب شخص نے عرض کیا کہ حضرت میں نے سنا ہے کہ آپ حرام کی پیدائش ہیں آپ نے اسی لہجہ میں جو وعظ کا لہجہ تھا نہایت متنانت سے جواب دیا کہ بھائی کسی نے تم سے غلط کہا ہے میرے ماں باپ کے نکاح کے گواہ تواب تک موجود ہیں تمہارا جی چاہے تو میں ان سے گواہی دلوادوں کے ان کے سامنے نکاح ہوا تھا اور نکاح کے بعد الولد للفراش حکم

شرعی ہے۔ کیا انتہا ہے اس تواضع کی۔

اس شخص کی یہ بات تمام سامعین کو سخت گراں گذری خصوصاً جاں شاروں کو تو نہ معلوم کیسا ہیجان ہوا ہوگا۔ مگر مولانا نے استقلال کو ہاتھ سے نہیں جانے دیا۔ تخلی سے کام لیا اس کا اثر یہ ہوا کہ وہ شخص آپ کے قدموں میں گر پڑا اور کہا کہ میرا گمان یہ تھا کہ آپ کا غصہ نفس کے لئے ہے آج معلوم ہو گیا کہ آپ غصہ نفس کے لئے نہیں کرتے۔

غرض بزرگوں کی بڑی بڑی حکایتیں ہیں کہ انہوں نے کس طرح غصہ کو ضبط کیا ہے۔

حضرت امام ابوحنیفہؓ کی حکایت

ایک شخص ایک بزرگ (حضرت امام ابوحنیفہؓ) کی خدمت میں گئے اور یہ کہا کہ آپ کے والد صاحب کا انتقال ہو گیا ہے اور آپ کی والدہ صاحبہ بیوہ رہ گئیں اور سننا ہے کہ وہ نہایت حسین ہیں۔ آپ ان سے میرا نکاح کر دیجئے وہ بزرگ جواب میں فرماتے ہیں کہ میری والدہ نابالغ نہیں ہیں۔ بلکہ بالغ اور شیبہ ہیں میں ان سے پوچھتا ہوں اگر وہ راضی ہو جائیں تو مجھے کیا انکار ہے اس نے کہا تو پھر گھر میں جا کر پوچھ لیجئے۔ آپ گھر میں جانے لگے مگر وہ اللہ تعالیٰ کے خاص بندے تھے اتفاق سے ان بزرگ نے چلتے چلنے مڑ کر جو دیکھا تو وہ شخص گراہوا پڑا تھا۔ آپ نے فرمایا کہ اس کو میرے صبر نے قتل کیا، اس کا مقصد نکاح کرنا نہیں تھا بلکہ ان بزرگ کے ساتھ تمسخر و استخفاف ہنسی کرنا تھا، کیا انتہا ہے اس حلم و ضبط کی مگر یہ حضرات جتنا حلم کرتے ہیں اتنا ہی خدائے تعالیٰ ان کی طرف سے انتقام لیتے ہیں۔ حدیث میں ہے مَنْ عَادَى لِيْ وَلِيَا فَقَدْ أَذْنَتُهُ بِالْحُرُبِ۔ کسی شخص کو اول تو کسی کے ساتھ بھی دل آزاری کا برداونہ کرنا چاہئے، خاص اللہ کے نیک بندوں کے ساتھ تو ہرگز ایسا برداونہ کرنا چاہئے۔ جب طعنہ دینا بھی کسی کو جائز نہیں تو ایذا پہنچانا کیسے جائز ہوگا۔

ہمارے اور اسلاف کے غصہ کا فرق

دیکھئے میں کتاب ہی کی روایت سناتا ہوں جو آپ نے خدا جانے کتنی دفعہ پڑھی ہو گئی روایت کیا ہے ابو والی نے کہ ہم عروہ بن محمد کے یہاں کسی ضرورت سے گئے تھے۔ عروہ کو کسی بات پر غصہ آیا۔ غصہ کا آنا امر طبعی تھا جس میں ہم بھی ان کے مثالیں ہیں۔ بلکہ ان سے بڑھے ہوئے ہیں لیکن ان لوگوں کی حالت دیکھئے اور پھر اپنی حالت سے مقابلہ کیجئے۔ غصہ ہم کو بھی آتا ہے مگر بہائم (جانوروں) کی طرح ہمیں کچھ یاد نہیں آتا کہ یہ مرض ہے اور اس کا علاج کیا ہے۔ عوام کو چھوڑ کر میں ان لوگوں کی حالت بیان کرتا ہوں جو سب کچھ پڑھے ہوئے اور جانے ہوئے ہیں اور لوگ انکو متقدی سمجھتے ہیں اور ان کا خود بھی گمان اپنی طرف اچھا ہے اور ایسے امراض کا علاج دوسروں کو پڑھاتے اور سکھاتے اور بتاتے ہیں لیکن اپنے آپ کبھی وقت پر نہیں سوچتا۔ ان کی مثال ایسی ہے کہ ایک شخص نے طب پڑھی اور دوائیں ضرورت سے بھی زیادہ جمع کر لیں۔ کوئی دوا ایسی نہیں چھوٹی جو اس کے پاس نہ ہو مگر اتنی کسر ہے کہ استاد سے مطب نہیں کیا جب کوئی مرض پیش آتا ہے تو اس کے لئے نیخ ترکیب دینا ان کو نہیں آتا۔ اگر غور سے آپ دیکھیں تو اس شخص میں اور ایک عام آدمی میں جس کو علم طب نہیں آتا۔ اور نہ دوائیں اس کے پاس ہیں کچھ فرق نہیں۔ بلکہ اس شخص کی حالت زیادہ افسوس کے قابل ہے کہ اس نے بہت سا وقت صرف کیا اپنے مکان کو دواؤں کے رکھنے میں گھیر دیا، بہت سی رقم دوائیں لگادی اور نتیجہ وہی جو اس عامی کو حاصل ہے، کام کی چیز تو مطلب ہے گولم تھوڑا ہو دوائیں بھی زیادہ نہ ہوں لیکن وقت پر ان کا استعمال آتا ہو تو مرض کا علاج ہو سکتا ہے۔ اور غرض اصلی حاصل ہو سکتی ہے آج کل کے متقيوں کی حالت یہی ہے کہ دوسروں کو بتانے میں خوب چاق چوبند ہیں اور جب اپنے آپ کو کوئی بات پیش آتی ہے تو کچھ علاج ان کو نہیں سوچتا۔۔۔۔۔ یہ صحابہ و سلف میں

کمال تھا۔ اسی سے ہماری اور ان کی حالت کا فرق معلوم ہوتا ہے وہ وقت پر علاج کرنے میں کبھی نہیں چوکتے تھے۔

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی یہی حالت تھی کہ جتنا سنتے تھے اس کے کار بند ہوتے تھے اور اپنے امراض کا علاج وقت پر ضرور کرتے تھے۔ گویا طب سے کام لینے والے یہی لوگ تھے اور جانے کو ہم بھی سب کچھ جانتے ہیں (لیکن عمل نہیں کرتے) وہ علوم اب تک باقی ہیں ہاں عمل کی کمی ہے۔

علماء کا احسان

غرض غصہ کے علاج اسی واسطے بتائے گئے ہیں کہ عین غصہ کی حالت میں کام دیں۔ ان کو یاد رکھئے اور غصہ کے وقت ان کو استعمال کیجئے۔ غصہ سے مغلوب ہو جانا اذر نہیں ہے۔ دیکھو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے دونوں کو غصہ کی حالت میں علاج کی تعلیم فرمائی۔ یہ تین علاج حدیث میں آئے ہیں (جو آگے آرہے ہیں) علماء مت نے غصہ کے چند علاج اور بھی لکھے ہیں اس کو یہ نہ سمجھنا چاہئے کہ علماء کی ایجاد ہے اور دین میں کچھ کمی تھی جس کو انہوں نے پورا کیا بلکہ اس کو دین کے ساتھ تفصیل اور اجمال یا متن اور شرح کی نسبت ہے شارح فن کا موجود نہیں ہوتا ہاں موضع ہوتا ہے۔ دین میں ترمیم اور ایجاد کا کسی کو منصب نہیں اور تو پڑھ کے واسطے حق تعالیٰ نے علماء کو پیدا ہی کیا ہے۔ ہم لوگوں کی آسانی کے واسطے قواعد شرع سے وہ باتیں مستبط کر کے لکھ دیں کہ ہماری نظر ان تک نہ پہنچتی یا پہنچتی تو بہت محنت کے بعد یہ علماء کا ہمارے اوپر احسان ہے کہ ہم کو بہت سے کام سے سبکدوش کر دیا اور لکھ کر نسخہ ہمارے ہاتھ میں دیدیا کتاب میں تلاش کرنے کی زحمت سے بھی بچا دیا۔ اس امت کے علماء نے خدا کے فضل سے دین کی خدمت ایسی کی ہے کہ نظیر

ملنا مشکل ہے اس کی مثال ایسی ہے کہ ماہر طبیب ایک مرض کے متعدد نسخے لکھ سکتا ہے حالانکہ کتاب میں ایک ہی نسخہ لکھا ہے وہ نسخے اس کی ایجاد نہیں ہوتے۔ بلکہ ان اصول کلییہ سے مستبط ہوتے ہیں جو طب میں موجود ہیں وجبہ یہ ہے کہ جزوئی علاج ہر زمانہ میں بدلتے رہتے ہیں۔ اور کلیات وہی ہیں جو مدت سے چلے آتے ہیں۔

ب

غصہ کے متفرق علاج، پہلا علاج وضو کرنا

(حضرت ابووال کہتے ہیں کہ ہم عروۃ بن محمد کے یہاں کسی ضرورت سے گئے تھے کسی بات پر) عروہ کو غصہ آیا لیکن ابووال کہتے ہیں کہ انہوں نے فوراً پانی منگا کر وضو کیا اور دور کعت نماز پڑھی اور کہا کہ میرے باپ نے جناب رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی ہے کہ **الغضَبُ مِنَ الشَّيْطَانَ** اور جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے **إِنَّ الشَّيْطَانَ خُلِقَ مِنَ النَّارِ** یعنی غصہ شیطان کا اثر ہے اور شیطان آگ سے پیدا کیا گیا ہے دیکھئے غصہ کے وقت حرارت ہی کے آثار ظاہر ہوتے ہیں چہرہ کیسا سرخ ہو جاتا ہے۔ ہاتھ پیر کا پنے لگتے ہیں یہ سب نار کے ہی فعل ہیں۔ چنانچہ شیطان سے کسی نے پوچھا کہ انسان کے جسم میں تو کہاں رہتا ہے؟ (شیطان نے کہا) جس وقت انسان خوش ہوتا ہے تو دل میں ہوتا ہوں اور جب غصہ ہوتا ہے تو سر کے اوپر ہوتا ہوں۔

سبحان اللہ طبیب ماہر جاہل سے ہمیشہ اچھا ہوتا ہے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جب یہ فرمایا **الغضَبُ مِنَ الشَّيْطَانَ وَالشَّيْطَانُ مِنَ النَّارِ** تو اس کا علاج بھی وہ تعلیم فرمایا جو اس کا پورا مقابل ہے یعنی یہ تعلیم فرمایا کہ غصہ کے وقت وضو کرو، صرف اعضاء کا دھونا نہیں بتایا۔ اس واسطے کہ صرف نار نہیں بلکہ شیطان کا اثر ہے جو نار سے مخلوق ہے نار کا مقابل پانی اور شیطان کی شیطنت اور کفر کے مقابل عبادت، عبادت تکبر کی ضد ہے اور شیطان کی تمام شیطنت کا خلاصہ کبر ہے تو وہ فعل علاج کے لئے تجویز فرمایا جو نار کا بھی مقابل ہے اور کبر کا بھی مقابل ہے یعنی عبادت ہے اور وہ فعل وضو ہے۔ صرف

اعضاء کے دھونے سے حرارت بے شک کم ہو جاتی مگر عبادت شامل ہونے سے جو تاثیر پانی کی بڑھ گئی وہ سوائے اس طریقے کے اور کسی طرح حاصل نہ ہوتی۔

آپ کو معلوم ہو گا کہ موضوع عبادت ہے۔ اگر عبادت مقصود ہے بھی نہ ہو تو لازم عبادت تو ہے، ہی۔۔۔۔۔ اور لازم ہی میں بھی کچھ نہ کچھ اثر ملزم کا ہوتا ہی ہے۔ اس کی مثال یہ ہے کہ بفشنہ اور نیلوفر اور خطمی اور ملٹھی وغیرہ بھی چند دوائیں ہیں جو طبیبوں کے نسخوں میں اکثر لکھی جاتی ہے۔ مگر انہی دوائیں سے آپ علاج نہیں کر سکتے، طبیب کی پھر ضرورت ہے اور طبیب کیا کرتا ہے کہ انہی دوائیں کو ایک خاص بیت پرجمع کر دیتا ہے اس ترکیب کو علاج میں بڑا دخل ہے تو آپ کو اگر مرض کا علاج کرانا ہو تو دوائیں کو اسی ترکیب سے استعمال کریں اپنی رائے کو دخل نہ دیجئے ورنہ نقصان ہو گا۔ ہم کو ہمارے طبیب روحانی جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسے موقعوں کے لئے وضو سکھایا ہے، یہ کام ہاتھ پیر دھونے سے نہیں نکل سکتا جو باقاعدہ مرکب نسخہ سے نکلے تو وضو کو بالخاصہ غصہ کے دور کرنے میں دخل ہے۔

وضو سے قرب الٰہی

اتنی بات قیاس سے بھی سمجھ میں آسکتی ہے کہ جب وضو عبادت ہے اور عبادت کہتے ہیں تقرب الٰہی کو، جب انسان کو حق تعالیٰ سے قرب ہو گا تو ظاہر ہے کہ شیطان سے بعد ہو گا بلکہ شیطان خود وہاں ٹھہر نہ سکے گا اور اس کو دور ہونا پڑے گا۔
وسمن چہ کند چومہر یاں شد دوست

آدمی جب عبادت کرتا ہے تو جتنا یقین تعالیٰ کی طرف چلتا ہے اس سے زیادہ حق تعالیٰ اس کی طرف کرم فرماتے ہیں حدیث قدسی ہے من تقرب الٰہی شبرا تقربت الیہ ذرا عاومن تقرب الٰہی ذرا عاتقربت الیہ باع او من اتاني یمشی اتیته

ہرو لہ۔ یعنی حق تعالیٰ فرماتے ہیں جو شخص میری طرف ایک بالشت آتا ہے میں اس کی طرف ایک ہاتھ بڑھتا ہوں اور جو کوئی میری طرف ایک ہاتھ بڑھتا ہے میں دو ہاتھ بڑھتا ہوں۔ اور کوئی میری طرف آہستہ چل کر آتا ہے میں اسکی طرف دوڑ کر آتا ہوں۔ آپ وضو سے ذرا تقرب کریں گے تو حق تعالیٰ کی طرف سے رحمت کا مینہ برس پڑے گا پھر جہاں حق تعالیٰ وہاں کیسا شیطان اور جہاں رحمت کی بارش وہاں کیسی آگ۔

دشمن چہ کند چومہر بیاں باشد دوست

خدا تو خدا شیطان فرشتوں کے سامنے بھی نہیں ٹھہر سکتا۔ دیکھنے بدر کے قصہ میں فَلَمَّا تَرَاءَتِ الْفِئَنَ نَكَصَ عَلَى عَقِيَّةِ شَيْطَانٍ كَفَارَ كَسَّاتِهِ تَحْتَهُ بَلْكَ جَنَّگَ مِنْ شَيْطَانٍ هِيَ بَرْهَاوَيْدَ كَرْكَافَارَ كَوْمَقَابَلَهُ مِنْ لَا يَا تَحَا لِكِينْ جَبْ دُونُوں طَرَفَ سَعَ صَفَ بَنْدِی ہوئی اور شیطان کی نظر ان فرشتوں پر پڑی جو مسلمانوں کی تائید کے واسطے بھیج گئے تھے تو نَكَصَ عَلَى عَقِيَّةِ اَلْلَهِ پَيْرَوْنَ بَهَّاً۔ خدا تعالیٰ کا جلال اور عظمت تو بڑی چیز ہے، فرشتوں کے سامنے بھی ٹھہر نے کی تاب نہ لاسکا۔

الغرض وضو سے خدا تعالیٰ کا قرب ہو جاتا ہے اور خدا کے قرب سے شیطان ٹھہر نہیں سکتا جب کہ فرشتوں کے سامنے نہیں ٹھہر سکتا۔ حاصل یہ کہ وضو کو غصہ کو فرو کرنے (یعنی ٹھنڈا کرنے) میں بڑا دخل ہے۔ اور شیطان جو غصہ کا باعث ہے وہ وضو سے بھاگتا ہے، یہ ایک بہت مجرب علاج ہے مگر اسی وقت کہ جب ہمیں غصہ کے وقت یاد بھی رہے کہ اس کا علاج وضو ہے، لیکن ہم تو غصہ میں بالکل مغلوب ہو جاتے ہیں اور اگر کوئی یاد بھی دلائے تو ہمیں سنائی نہیں دیتا۔

اور بعض اوقات ایسا بھی ہو جاتا ہے کہ وضو کرنے سے بھی غصہ فرو (ٹھنڈا) نہیں ہوتا اس کی وجہ سرف ضعفِ ایمان ہے۔

غصہ کے وقت عرب بدویوں کا حال

ورنہ ہم نے عرب میں بدویوں کو دیکھا ہے حالانکہ وہ بالکل جاہل لوگ ہیں نہ خود علم ہے نہ علماء کی صحبت ان کو نصیب ہے مگر اللہ اکبر! حق تعالیٰ نے کیسا ایمان ان لوگوں کے دلوں میں رکھا ہے کہ دو بدوؤں میں لڑائی ہو جاوے اور تلوار چلنے کی نوبت آجائے اور دونوں ایک دوسرے کے خون کے پیاسے ہوں اس حال میں کوئی تیر شخص کہہ دے یا شیخ صَلَّی عَلَیْ النَّبِیِّ (یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر دربِ بھجو) (صلی اللہ علیہ وسلم) تو بس نہ لڑائی رہے نہ جھگڑا۔ اور ان کا غصہ اور حرارت ایک دم فتا ہو جاتی ہے اس کے مقابلہ میں یہاں دیکھئے، کسی کے سامنے غصہ کی حالت میں اس سے کہئے کہ میاں! اللہ تعالیٰ کا نام لے مگر کچھ بھی نہیں ہوتا۔ وہ دونوں بدوؤں لفظ کو سن کر ممکن نہیں کہ سوائے درود شریف کے اور کوئی جواب دیں اور جہاں درود شریف انہوں نے پڑھا اور ان کا جوش کافور ہوا۔

اس قصہ کے سننے کے بعد ہمارا منہ ہے کہ عرب کو کچھ بھی کہہ سکیں ان کے رگ و ریشہ میں اللہ و رسول ﷺ کی محبت پلائی ہوئی ہے ذرا سا نام لیا اسی کی طرف ان کا دل کھج گیا۔ غصہ اور موجب غصہ سب فراموش ہو گیا (ذرا سا کہنا صرف لفظ کے چھوٹے ہونے کے اعتبار سے ہے ورنہ اور کون سا نام بڑا ہو گا۔ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا نام خدا کے نام کے بعد ہے) کمال ایمان کے یہ آثار ہوتے ہیں، ہم لوگوں میں ایمان کا نام ہی نام ہے اسی واسطے غصہ کی حالت میں خود تو سوچنا کیسا کسی کے یاد دلانے سے بھی یاد نہیں آتا۔

اگر علاج سے فائدہ نہ ہو تو اپنی طبیعت کا قصور ہے

اگر کسی کو اتفاق ہو کہ وضو سے بھی غصہ نہ جاوے تو یہ نہ سمجھے کہ علاج غیر محرب ہے۔ بلکہ اپنا فساد طبیعت سمجھے جیسا کہ گلاب اور کیوڑے سے گنواروں کی بے ہوشی کا علاج نہیں ہوتا۔ نہ اس وجہ سے کہ ان میں بے ہوشی کے ازالہ کی خاصیت کی نہیں ہے بلکہ اس وجہ سے کہ ان کی طبیعت گندی طبیعت ہے پاکیزہ علاج کو قبول نہیں کرتی۔ گندہ علاج چاہتی ہے ان کو مٹی کا تیل اور پیاز اور ہسن سونگھایا جائے۔ غرض ہم کو جناب رسول اللہ ﷺ نے غصہ کا یہ علاج سکھایا کہ وضو کر لیں اور اسی پر بس نہیں کیا۔ ایک اور علاج بھی سکھایا ہے اور یہ صرف حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی شفقت ہے ورنہ کچھ ضرورتہ تھا کہ متعدد علاج سکھائیں اس کی مثال بالکل اس مہربان طبیب کی سی ہے جس کا دل بیمار کو دیکھ کر دکھتا ہوا ایک علاج بتلا دے اور پھر اس وجہ سے کہ شاید اس سے نہ ہو سکے دوسرا اور تیسرا متعدد علاج بتا دیئے کہ کسی طرح اس کی جان بچ جاوے۔

غصہ کا دوسرا علاج کھڑے ہو تو بیٹھ جاؤ

جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں اذَا غَضِّبَ أَحَدُكُمْ فَلْيَأْجُلْسْ لیعنی جب تم میں سے کسی کو غصہ آئے تو اگر کھڑا ہے تو بیٹھ جائے اور اگر اس سے نہ جائے تو لیٹ جائے۔ یقین کامل ہے کہ اس سے آگے کسی تدبیر کی ضرورت نہ ہوگی۔ اس میں اہل لٹائی نے ایک نکتہ بیان کیا ہے کہ غصہ کے فرو (ٹھنڈا) کرنے میں لینے اور بیٹھنے کو کیا دخل ہے وہ یہ ہے کہ جب آدمی کھڑا ہوتا ہے تو زمین سے اس کے جسم کو بعد (دوری) ہوتا ہے اور بیٹھنے میں زمین سے قرب ہو جاتا ہے۔ اور لینے میں اس سے بھی

زیادہ زمین سے مل جاتا ہے اور زمین کی طبیعت میں حق تعالیٰ نے انکسار کھا ہے وہ انکسار آدمی پر بھی اثر کر جاتا ہے اور انکسار تکبر اور غصب کی ضد ہے۔ تو گویا یہ علاج بالضد ہوا اور یہی اصل الاصول علاج کا ہے اور فطری طوب پر بھی یہ علاج واقعی علاج ہے، تجربہ سے دیکھا جاتا ہے کہ غصہ میں بے اختیار یہ جی چاہتا ہے کہ ایسی ہیئت بنائے کہ مارنا، کوٹنا، پکڑنا وغیرہ آسان ہو جائے، مثلاً اگر لیٹیے ہوئے آدمی کو غصہ آئے تو بے اختیار اٹھ کر بیٹھ جاتا ہے اور اگر اس سے بھی زیادہ غصہ ہو تو کھڑا ہو جاتا ہے۔ ظاہر ہے کہ لیٹا ہوا آدمی دوسرے کو مارنا پڑنا ایسی نہیں کر سکتا جیسا کہ بیٹھا ہوا یا کھڑا ہوا کر سکتا ہے تو غصہ کا مقتضائے طبعی یہی ہوا کہ آدمی لیٹا ہو تو بیٹھ جائے اور بیٹھا ہو تو کھڑا ہو جائے تو بیٹھنے کو غصہ کی اصلی ہیئت سے کچھ بعد ہے اور لیٹنے کو بہت زیادہ بعد ہے تو یہ تعلیم عین فطری تعلیم ہوئی کہ اگر کھڑے ہو تو بیٹھ جاؤ اور بیٹھے ہو تو لیٹ جاؤ۔

غصہ سخت مرض ہے اسی لئے رسول اللہ ﷺ

نے اس کے متعدد علاج بیان فرمائے ہیں

سبحان اللہ! شارع علیہ السلام نے اخلاق کی کس قدر اصلاح فرمائی ہے ہر ہر مرض کے متعدد علاج بتایے ہیں۔ اور جیسا کہ اس سے شفقت ثابت ہوتی ہے ایسی ہی یہ بات بھی ثابت ہوتی ہے کہ اخلاق کی درست اعمال ظاہرہ سے بہت زیادہ ضروری ہے کیونکہ متعدد مدیریں اسی کام کے لئے کی جاتی ہیں جس کی ضرورت زیادہ ہو۔ جس مکان میں معمولی سامان ہوتا ہے اس میں ایک تالا ڈال دیا کرتے ہیں اور جس میں کچھ قیمتی اسباب ہوتا ہے اس میں خوب مضبوط تالا بلکہ متعدد تالے ڈالتے ہیں اور جس میں خزانہ ہوتا ہے

اس میں کئی کئی قسم کے تالے ڈالنے ہیں اور مزید اعتبار کے لئے پھر ابھی رکھتے ہیں وجہ اس کی یہی ہے کہ خزانہ کی حفاظت اور سامان سے زیادہ ضروری ہے اور خزانہ دوسرے تمام سامان سے زیادہ قیمتی چیز ہے، شارع علیہ السلام نے جن امراض کی کئی کئی تدبیریں بتائی ہیں وہ امراض ایسے نہیں ہیں جن کو سرسری نظر سے دیکھا جاوے بلکہ وہ امراض سخت امراض ہیں اور ان سے نچنے کی کچھ زیادہ ہی ضرورت ہے جبکہ تو ایک تدبیر پر اکتفا نہیں کیا گیا۔
 مگر افسوس ہے کہ ہم لوگوں کی بڑی توجہ اگر ہوئی تو صرف اعمال ظاہری کی طرف اور یہی بڑی معراج ہے کہ پانچ وقت نماز پڑھ لیا کریں اور رمضان میں روزے رکھ لیا کریں۔ نماز روزہ واقعی رکنِ ایمان ہیں لیکن یہ بھی بلاشک و شبہ سمجھ لیجئے کہ درستی اخلاق میں وہ ایمان سے بھی زیادہ ضروری اجزاء ہیں کیونکہ اخلاق اعمال کے لئے بمنزلہ اصول کے ہیں فروع کے لئے، درخت میں سے دوچار شاخوں کا بھی کٹ جانا اتنا اثر نہیں رکھتا جتنا کہ جڑ کے ایک ریشه کا کٹ جانا رکھتا ہے۔

غصہ کا تیسرا علاج اعوذ بالله پڑھنا

غصہ کا تیسرا علاج یہ ہے جس کو روایت کیا ہے حضرت معاذ رضی اللہ عنہ نے فرمایا! دو شخصوں میں بھگڑا ہوا یہ دونوں صحابی تھے بشریت سے کوئی خالی نہیں۔ جناب رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے دونوں کو غصہ آگیا یہ ظاہر ابے ادبی ضرور ہے مگر حق تعالیٰ کو ہمارے لئے ایک تعلیم پہنچانی تھی کہ وہ بلا اس غصہ کے نہ ہوتی دونوں کو غصہ آیا۔ اور خوب بھگڑا ہوا۔ دونوں میں سے کوئی خاموش نہ ہوتا تھا تو جناب رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا انی اَعْلَمُ كَلِمَةً لَوْقَالَهَا لَذَهَبَ عَنْهُ مَا يَجِدُ یعنی میں ایسا کلمہ جانتا ہوں کہ اگر غصہ والا اس کو پڑھ لے تو ابھی غصہ جاتا رہے اور وہ کلمہ اعوذ بالله ہے۔

غصہ کا چوتھا علاج

غصہ کا علاج ایک یہ ہے کہ یہ عبارت لکھ کر ایسی جگہ

چسپاں کر دے جہاں اس کی نظر پڑتی رہے

اور ایک علاج یہ ہے کہ جس کو غصہ زیادہ آتا ہوا ایک کاغذ پر یہ لفظ لکھ کر کسی ایسے موقع پر لگا دے کہ اس پر ضرور نظر پڑتی ہو وہ لفظ یہ ہے!

”خدا تعالیٰ کو تجوہ پر اس سے زیادہ قدرت ہے کہ جتنی تجوہ کو اس پر ہے“

غصہ جب ہی آتا ہے کہ جب دوسراے کو اپنے سامنے کمزور پاتا ہے اور جب دوسرا زبردست ہوتا ہے تو غصہ نہیں آتا۔ بلکہ اگر تیرا بھی ایک زبردست موجودہ واس کے سامنے بھی تو غصہ نہیں آتا، کہیں ایک ہاتھی مست ہو گیا تھا اور لوگوں کو مارنا شروع کیا بہت تدبیریں کیں مگر قابو میں نہ آیا۔ یہاں تک کہ مالک نے اجازت دیدی کہ گولی سے مار دیا جائے ایک پرانے فیل بان نے یہ تدبیر بتائی کہ ایک شیر ببر کا کٹکٹہ اس کے سامنے لا کر رکھ دو۔ بس شیر کا لانا تھا کہ وہ مسٹی اور شور سب جاتا رہا اور ہاتھی چپ چاپ کھڑا ہو گیا۔ ہاتھی کی بھی جان نجگئی اور مالک کا بھی نقصان نہ ہوا۔ اسی طرح جب اس عبارت کو دیکھ کر ایک قادر قوی کا استحضار ہوگا (یعنی حق تعالیٰ کی عظمت) اور جبروت ذہن میں گزرے گی بس۔ پھر غصہ کا نام کہاں ۔۔۔

ذہول (یعنی بھول) کا علاج استحضار ہے، ایک پرچہ و قبائح (یعنی غصہ کے نقصانات) لکھ کر اپنے پاس رکھو وہ جیب میں یا بطور تعویذ کے بازو پر۔ غصہ کے وقت اس کا مضمون یاد آ جانا یا دکر لینا آسان ہوگا۔۔۔

پانچواں علاج

غصہ کا ایک علاج یہ ہے کہ اس جگہ سے ہٹ جائے

علماء نے غصہ کا ایک علاج یہ بتایا ہے کہ اس جگہ سے علحدہ ہو جائے، ظاہر ہے کہ جب دوسری جگہ چلا جائے گا تو نہ وہ شخص موجود ہوگا جس پر غصہ آیا، نہ وہ اسباب وہاں موجود ہوں گے جو غصہ کے باعث ہوئے تھے، غصہ خود ہی ٹھنڈا ہو جائے گا۔

(حال) (ایک غصہ کے مریض کا حال!) حضور نے غصہ کا علاج یہ علاج یہ تجویز فرمایا ہے کہ جب غصہ آوے اس جگہ سے اٹھ جاویں۔ چنانچہ میں الگ ہو جاتا ہوں لیکن غصہ کا اثر دماغ پر اتنا پڑتا ہے کہ باوجود کوشش کے بھی کسی کام میں دل نہیں لگ سکتا یہاں تک کہ نماز بھی اچھی طرح نہیں پڑھ سکتا اکثر خیالات منتشر ہو جاتے ہیں اور نماز میں سہو ہو جاتا ہے اگر مناسب ہو تو حضور غصہ کے اثر کے دفعیہ کے لئے کوئی دو تجویز فرمائیں۔ جواب:! اس میں بتلائی ہوئی جو مضرتیں لکھی ہیں وہ مضرتیں ہی نہیں (یعنی یہ حالت نقصان دہ نہیں اور اس کے علاج کی ضرورت نہیں بلکہ ٹھیک حالت ہے)।

غصہ کا چھٹواں علاج ایک مراقبہ

اور ایک علاج یہ ہے کہ گو غصہ اپنے سے کم مرتبہ والے پر آیا ہے مگر انسان سوچ کے اس کی کیا دلیل ہے کہ میں بڑا ہوں اور یہ چھوٹا ہے۔ اس وقت میں زبردست ہوں لیکن ممکن ہے ابھی ذرا دیر میں یہ شخص زبردست ہو جائے اور میں زبردست ہو جاؤں ایسے واقعات دنیا میں دن رات ہوتے رہتے ہیں۔ یہ ہماری صرف کوتاہ نظری اور غفلت

ہے کہ یاد نہیں رکھتے اور اگر مان بھی لیا جائے کہ وہ شخص زبردست نہیں ہو سکتا تو دنیا میں نہیں ہو سکتا۔ یہ سوچنا چاہئے کہ ممکن ہے کہ آخرت میں مجھ سے بہتر ہو اور بلکہ دنیا ہی میں خدا تعالیٰ کے نزدیک مقرب ہو اور حق تعالیٰ کے اولیاء میں سے ہو، کسی کی نیکی اور بدی پیشانی پر لکھی ہوئی نہیں ہوتی۔ اگر وہ خدا تعالیٰ کے اولیاء میں سے ہے تو اس کی نسبت حق تعالیٰ کا یہ اعلان ہے کہ میرے اولیاء کو جو کوئی ستاتا ہے تو میں اس کو اس نظر سے دیکھتا ہوں جس سے شیر اس شخص کو دیکھتا ہے جو اس کے بچوں کو چھیڑتا ہے۔

اور ایک حدیث ہے مَنْ عَادَ لِيْ وَلَيْاً فَقَدْ آذَنَهُ بِالْحَرْبِ فَلِيَعْزِمْ
 بِالْحَرْبِ مِنَ اللَّهِ (یہ روایت قسیر مظہری کی ہے) یعنی جو شخص میرے کسی مقرب بندہ سے عداوت رکھے میں اس کو اعلان جنگ دیتا ہوں۔ وہ مجھ سے لڑنے کے لئے تیار ہے، العظمة لله جب کسی دنیا کے حاکم سے بگاڑ ہو جاتا ہے تو کسی کی کچھ نہیں چلتی۔ خدا تعالیٰ کے سامنے کیا کوئی پیش لے جاستا ہے گو وہ شخص ضعیف ہے مگر اس کی پناہ پر سب سے بڑا زبردست موجود ہے۔

غرض اس مضمون کے اختصار سے بھی وہی کام نکلے گا جو شیر کا کنگڑا ہاتھی کے سامنے رکھنے سے نکلا تھا۔

غرض اتنے علاج علماء نے لکھے ہیں گو کلام کو طول ہو گیا۔ اور بظاہر زائد مضامین بیان ہوئے لیکن ان کی قدر وہ شخص جان سکتا ہے جو غصہ کو برآسمحتا ہو اور جس کو غصہ کا علاج کرنا منظور ہو غصہ کی براہی کوئی معمولی براہی نہیں ہے۔

ساتھی علاج

غضہ کا ایک علاج یہ ہے کہ اپنے اوپر جرمانہ

مقرر کرے یا فاقہ کرے

ایک صاحب نے اپنے غضب کی زیادتی کی جس سے بے قابو ہو جاتے ہیں
شکایت مع بعض واقعات (کے کی) اور اس کے بعد ندامت لکھی تھی اس کا جواب ذیل
دیا گیا۔

جواب: ایسے بجا اور بیحد غصہ پر دو وقت کا فاقہ کرو۔

آٹھواں علاج

غضہ کا ایک علاج یہ ہے کہ جس پر غصہ آئے

اس کو کچھ ہدیہ دے اور احسان کرے

فرمایا کہ اگر اس کا التزام کر لیں کہ جب کسی پر غصہ آجائے تو مغضوب علیہ کو (یعنی
جس پر غصہ آ رہا ہے اس کو) کچھ ہدیہ دیا کریں گے قلیل ہی مقدار میں ہو تو زیادہ نفع ہو۔

اگر طبیعت میں غصہ زیادہ ہو اور ذرا سی بات میں

حد سے زیادہ غصہ آ جاتا ہو اس کا علاج

اگر طبیعی طور سے غصہ زیادہ ہو اور ذرا سی بات پر حد سے زیادہ غصہ آ جاتا ہو کہ اس وقت عقل نہ رہتی ہو تو بہترین علاج یہ ہے کہ جس پر غصہ کیا جائے غصہ فرو (ٹھنڈا) ہو جانے کے بعد مجمع میں اس کے سامنے ہاتھ جوڑے، پاؤں پکڑے بلکہ اس کے جو نے اپنے سر پر کھلے، ایک دوبار ایسا کرنے سے نفس کو عقل آ جائے گی۔ ایک مدت معتدہ تک (یعنی لمبی مدت تک) تقاضے کی مخالفت اور کوتاہی پر تدارک، اصلاح ہے غصب کا۔ (یعنی ایک مدت تک ایسا کرنے سے غصہ کا مرض زائل ہو جائیگا)۔

غضہ میں اعتدال کیسے پیدا ہو

غضہ کے وقت طبیعت بھر ک اٹھتی اور اس کے قبائل پیش نظر نہیں رہ جاتے۔ غصہ جب آوے تو یہ گریادر کھے کہ قول یا فعل (یعنی کچھ کہنے یا عمل کرنے) میں ہرگز جلدی نہ کرے، تھوڑے دنوں میں اس طرح کرنے سے تبدیل ہو جاوے گی۔

غضہ اور اشتعال کم کرنے کا طریقہ

(۱) بتکلف ضبط کر کے اپنے عیوب سوچنے لگا کیجئے انشاء اللہ اشتعال کم ہو جائے گا

- (۲) جس پر غصہ آوے اس کے پاس سے فوراً خود ہٹ جاوے یا اس کو اپنے پاس سے ہٹا دیوے جیسا موقع ہو۔
- (۳) عذاب الہی کا استحضار کرے، اپنے گناہوں کو یاد کر کے استغفار کی کثرت کرنے لگے۔

غصہ کو ٹھنڈا کرنے اور قابو میں رہنے کا طریقہ

- جس وقت غصہ آئے امور ذمیل کی پابندی کریں۔
- (۱) یہ خیال کریں کہ میں بھی حق تعالیٰ کا خط او رہوں اگر وہ بھی اسی طرح غصہ کریں تو میرا کہاں ٹھکانا ہو۔
- (۲) اگر میں اس کو معاف کر دوں گا تو اللہ تعالیٰ مجھ کو معاف فرمادیں گے۔
- (۳) اس وقت بیکار نہ ہیں فوراً کسی کام میں لگ جائیں خصوصاً مطالعہ کتب میں۔
- (۴) اس جگہ سے ہٹ جاویں۔
- (۵) اعوذ باللہ پڑھنے کی کثرت کریں۔
- (۶) پانی پی لیویں۔
- (۷) وضو کر لیویں۔

غصہ میں ظلم و زیادتی سے باز رہنے اور حد پر قائم رہنے کا آسان طریقہ

حضرت والا سے دریافت کیا گیا کہ (اپنے ماتحتوں مثلاً شاگرد اور) نوکر پر زبان

سے، ہاتھ سے (سرزادہ نے میں) زیادتی ہو جاتی ہے اور بعد میں پچھتنا پڑتا ہے کوئی ایسی تدبیر ارشاد فرمائیں جس سے زیادتی نہ ہو اور سیاست میں بھی فرق نہ آئے۔

فرمایا: بہتر تدبیر یہ ہے کہ زبان سے کچھ کہنے یا ہاتھ بڑھانے سے پہلے یہ سوچ لیا جائے کہ فلاں فلاں لفظ میں کہوں گا، یا (اتناماروں گا) پھر اس کا اتزام کیا جائے کہ جتنا سوچا ہے اس سے زیادہ نہ ہو جائے۔

آسان علاج یہ ہے کہ غصہ میں نہ مار کریں۔ جب غصہ جاتا رہے تو سوچا کریں کہ کتنا قصور ہے اتنی سرزادی جائے۔

اگر کسی کی غلطی پر بہت زیادہ غصہ آئے تو کیا کریں

اگر کسی کو کسی پر بہت غصہ آئے تو اس کو چاہئے کہ اس کے سامنے سے ہٹ جائے یا اسے ہٹاوے، اور ٹھنڈا پانی پی لے، اور اگر زیادہ غصہ ہو تو یہ سوچ لے کہ اللہ تعالیٰ کے حقوق بھی ہمارے اوپر ہیں اور ہم سے غلطی ہوتی رہتی ہے جب وہ ہمیں معاف کرتے رہتے ہیں تو ہم کو بھی چاہئے کہ اس کی غلطی سے در گذر کریں ورنہ اگر حق تعالیٰ بھی ہم سے انتقام لینے لگیں تو ہمارا کیا حال ہو۔

غصہ میں اگر بے اعتدالی اور زیادتی ہونے

لگ تو کیا کرنا چاہئے

غصہ اور جوش میں حتی الامکان حد پر رہنے کا اہتمام کیا جائے اور جو پھر بھی کوتا ہی ہو جائے شرع کے موافق تدارک (تلafi) اور استغفار کیا جائے۔

بِ تَكْلِفِ اسْ تَقَاضِيِّ كَمَا خَالَفَتْ كَرِيْسْ، جَبْ كَوْتَاهِیْ ہو جائے اسْتَغْفَارَ كَرِيْسْ، اُور اگر کسی شخص کے حق میں کوئی زیادتی و تجاوز حدود شرعی سے ہو گیا ہے تو اس سے معاف کرائیں۔ زبان سے اعوذ باللہ پڑھیں، اگر کھڑے ہوں تو بیٹھ جائیں، جو بیٹھے ہوں تو لیٹ جائیں اور ٹھنڈے پانی سے وضو کروالیں، ٹھنڈا پانی پی لیں، فوراً کسی کام میں لگ جائیں بالخصوص مطالعہ کتب میں، اگر اس سے بھی غصہ نہ جائے تو اس شخص سے علحدہ ہو جائیں یا اس کو علحدہ کر دیں، جیسا موقع ہو۔

یہ یاد کریں کہ اللہ تعالیٰ کو مجھ پر زیادہ قدرت ہے اور میں اس کی نافرمانی بھی کیا کرتا ہوں اگر وہ بھی مجھ سے یہی معاملہ کریں تو کیا ہو۔ اور یہ سوچیں کہ حق تعالیٰ کے ارادہ کے بغیر کچھ نہیں ہوتا سو میں کیا چیز ہوں کہ مشیت الہی سے مزاحمت کروں۔

غصہ میں اگر ماتحتوں پر زیادتی ہو جائے تو

اس کی تلافی کا غلط طریقہ

اگر ایسا کوئی ہو جیسے حافظ علی حسن صاحب کی رانوی تھے تو وہ بے شک اس ظلم سے نج سکتا ہے مگر ان میں افراط (زیادتی) نہ تھا تو یہ تفسیریط (کی) تھی کہ بچوں کو مار کر ان سے کہتے تھے کہ تم مجھ سے بدلتے لے اور بعض لڑکے ایسے شریر تھے کہ بدلتے لے لیتے اور حافظ جی کو پنجی (چھڑی) سے سڑا سڑ مارتے تھے اور وہ ایسے سیدھے تھے کہ بچوں کے ہاتھ سے مار کھاتے تھے۔ یہ میاں جی ایسے تھے کہ بچوں پر ظلم نہ کرتے اور اگر کبھی ذرا سی زیادتی ہو گئی تو اس کی تلافی اس طرز سے کرتے تھے (یعنی اپنے ماتحتوں، شاگردوں سے زبان سے معافی مانگتے یا ان کے ہاتھ سے مار کھاتے تھے) یہ طریقہ اچھا نہیں اس سے لڑکوں کی

(اور ماتحتوں) کی شرارت اور بد دماغی اور بد خلقی بڑھ جاتی ہے اور معلم کو اس کی رعایت ضروری ہے کہ (ماتحتوں کے اور) بچوں کے اخلاق خراب نہ ہوں۔

ماتحتوں پر غصہ میں زیادتی ہو جائے تو اس کی

تلافی کا مناسب اور آسان طریقہ

اگر کوئی اپنی زیادتی کی تلافی کرنا چاہے تو اس کی تدبیر یہ ہے کہ ہزار کے بعد بچوں کے ساتھ شفقت کرو، اور جس پر زیادتی کی ہے اس کے ساتھ احسان کرو یہاں تک کہ وہ خوش ہو جائے۔

جیسے میرٹھ کے ایک رئیس نے ایک نوکر کو طمانچہ مار دیا تھا پھر اس کو اپنی غلطی (اور زیادتی) پر تنبہ ہوا تو اس کو ایک روپیہ دیا، پھر دوسرے نوکر سے کہا اس سے پوچھنا اب کیا حال ہے؟ کہنے لگا میں تودعاء کر رہا ہوں کہ ایک طمانچہ روز لگ جایا کرے۔ بس یہ طریقہ تلافی کا بہت اچھا ہے، اس سے بچوں کے اخلاق پر بھی اثر نہ ہوگا اور ظلم کا دفعیہ بھی ہو جائیگا۔ اور جب میاں جی کا ایک دو دفعہ کرنے میں خرچ ہوگا تو آئندہ کو خود بھی ذرا سنبھل کر مارا کریں گے۔

جلدی غصہ آنا بر انہیں اس کے تقاضے پر عمل کرنا

اور بے اعتدالی کرنا، مذموم اور ناجائز ہے

سرعت غضب (یعنی غصہ جلدی آنا) طبعی امر ہے اختیار سے خارج ہے اس پر

[لتبیغ ص ۸۵ ج ۱۲] خیر الارشاد، [لتبیغ ص ۸۶ ج ۱۳] حقوق فرائض ص ۲۷]

لامت نہیں، البتہ اس کے مقتضی پر عمل جب کہ حدود سے تجاوز ہو جائے مذموم ہے اور اس کا علاج بجز ہمت کے کچھ نہیں، اس ہمت میں مغضوب علیہ (یعنی جس پر غصہ آ رہا ہے اس) سے فوراً دور چلا جانا اور اعوذ باللہ پڑھنا اور اپنی خطاؤں اور اللہ تعالیٰ کے غصب کے احتمال کو یاد کرنا یہ بھی بہت مُعین ہے۔ اور نرمی وغیرہ مدت تک تکلف سے سوچ سوچ کر اختیار کرنا چاہئے۔ مدت کے بعد ملکہ ہوگا، ہمت نہ ہارے۔

ناحق والے پر (یعنی غلطی کرنے والے پر) غصہ آنا تو مذموم نہیں ہاں اعتدال ضروری ہے سو وہ اختیاری ہے۔

غصہ میں جوش کا دفتار آنا (اور مشتعل ہو جانا بھڑک اٹھنا) تو غیر اختیاری ہے اس پر لامت نہیں لیکن بعد کو اس پر قائم رہ کر اس کے مقتضی پر عمل کرنا اختیاری ہے اور اختیاری فعل کا ترک بھی اختیاری ہے پس اس کے مقتضی پر عمل نہ کرنا اختیاری ہے۔ اور بار بار اس کے مقتضی پر عمل نہ کرنے سے جوش کا تقاضہ بھی مض محل (کمزور) ہو جائے گا۔

غصہ کے تقاضے پر عمل نہ کرنا اور حد سے تجاوز نہ کرنا

اختیاری امر ہے اس لئے حد پر قائم رہنا ضروری ہے

غصہ فی نفسہ غیر اختیاری ہے لیکن اس کے مقضا پر عمل اختیاری ہے اس لئے اس کا ترک بھی اختیاری ہے، اور اختیاری کا علاج بجز استعمال اختیار کے (یعنی اپنے اختیار کو استعمال کرے اس کے سوا) اور کچھ نہیں گو اس میں کچھ مشقت و تکلیف بھی ہو، اسی استعمال کے تکرار و مداومت سے وہ تقاضا بھی ضعیف و مض محل (کمزور) ہو جاتا ہے اور اس پر ترک میں زیادہ تکلف نہیں ہوتا۔

ابتدئے اس اختیار کے استعمال میں کبھی قدرے تکلف ہوتا ہے اس تکلف کو سہولت سے بد لئے کر لئے (یعنی آسانی کے لئے) بعض تدایر کی ضرورت ہوتی ہے وہ یہ ہیں (ان تدایروں کو اختیار کرنا چاہئے)

(۱) غصہ کے وقت فوراً وہاں سے جدا ہو جائیں۔

(۲) اعوذ باللہ پڑھ لیں۔

(۳) پانی پی لیں۔

(۴) فوراً کسی کام میں لگ جاویں۔

(۵) حق تعالیٰ کے قادر اور اپنے عاصی (گنہگار ہونے) اور خوف انتقام و حب غنو (یعنی اللہ کے عذاب کے خوف اور معافی کی رغبت) کو یاد کر کے مغضوب کو (جس پر غصہ آیا ہے) معاف کر دے۔

غصہ کے مقتضی پر عمل کرنا ہر درجہ میں مذموم نہیں

حال: احقر اپنا ایک مرض کہ وہ غصہ ہے، اس کے مقتضی پر گاہے عمل بھی ہو جاتا ہے عرض کرتا ہے، یہ غصہ گاہے گھر والوں پر ہوتا ہے جب کہ وہ کسی امر میں احقر کے خلاف کرتے ہیں، بالخصوص جب اپنی بیوی پر غصہ آتا ہے تو اکثر اس کے مقتضی پر عمل ہو جاتا ہے اس لئے کہ وہ اپنی مکوم اور تابع ہے، اور گاہے ایسے مخاطب پر بھی آتا ہے جو ظاہر اور حق بات کو تسلیم نہ کرے، اور کبھی طلباء پر بھی آتا ہے جب کہ وہ سبق یاد کرنے اور مطالعہ میں کوتا ہی کرتے ہیں۔

تحقیق: غصہ کے مقتضی پر عمل کرنے کا ہر درجہ مذموم نہیں مگر چونکہ اکثر درجہ مباح (یعنی حدود جواز) سے تجاوز ہو جاتا ہے اس لئے بطور علاج کے بعض مباح درجات سے

بھی روکا جاتا ہے، اس بنابر ان سب صورتوں میں مشترک علاج یہ ہے کہ غصہ کے وقت کلام بالکل نہ کیا جائے۔ جب یہجان (جوش) بالکل ضعیف ہو جائے اس وقت ضروری خطاب کا مضائقہ نہیں۔ اور اگر اس خطاب سے پھر یہجان (جوش) عود کر آئے پھر ایسا ہی کیا جائے۔

غصہ کو نافذ کرنے میں حدود کا لحاظ

خلاصہ پھر عرض کرتا ہوں کہ غصہ کو جاری کرنے میں حدود سے خارج ہو جانا بہت برا ہے۔ مگر ہماری یہ کیفیت ہے کہ جب غصہ آتا ہے تو کچھ بھی نہیں دیکھتے۔ بس یہ چاہتے ہیں کہ دل ٹھنڈا کر لیں۔ خصوصاً میاں جی صاحبان کی تو عموماً یہی حالت ہے۔ آج کل اسکولوں میں تو کسی کی مجال نہیں کہ ایسی کارروائی کرے مگر مکاتب میں طرح طرح کی سزا میں ایجاد کی جاتی ہیں۔ اس پر طرہ یہ کہ بیوی سے تو لڑ کر آئے اور غصہ اتاریں لڑکوں پر پھر جرم تو کیا ایک لڑکے نے اور پیشیں گے سب کو۔

اسی طرح بعض ظالم، نوکروں کی بڑی طرح خبر لیتے ہیں ان کے ٹھوکریں مارتے ہیں۔ اس کا نتیجہ عنقریب یہ ہو گا کہ آج وہ مظلوم اور مغلوب ہیں مگر قیامت میں غالب ہوں گے۔

ایک صحابی کا واقعہ

حدیث میں ہے کہ ایک صحابی نے عرض کیا کہ میرے غلام چوری کرتے ہیں خیانت کرتے ہیں۔ میں ان کو مارتا ہوں میرا ان کا کیا معاملہ ہو گا۔ آپ نے فرمایا کہ قیامت میں ترازو کھڑی کی جاوے گی ایک پلہ میں ان کی خطا میں اور ایک پلہ میں تھماری

سزا رکھی جاوے گی جو پله بھاری ہوگا اسی کے موافق عمل ہوگا۔ انہوں نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں نے سب کو آزاد کر کیا۔ میں اپنا کام آپ کر لیا کروں گا۔ یہ ان صحابی کا غلبہ حال تھا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ مطلب نہ تھا۔ بلکہ مقصود یہ تھا کہ اعتدال ہونا چاہئے۔ کسی نے پوچھا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں اپنے ماتحتوں کی کتنی خطا میں معاف کیا کروں۔ آپ نے فرمایا دن رات میں متعدد۔ مراد یہ ہے کہ کثرت سے معاف کیا کرو۔

جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیم ایسی نہیں کہ (اس تعلیم پر عمل کرنے سے کسی کی مصلحت میں کسی قسم کا بھی خلل پڑے اس میں سب کی رعایت ہے اس لئے خاص توکا عدد مراد نہیں۔ مراد یہ ہے کہ بعض لوگ جو خفیف خفیف باتوں پر تشدید کرتے ہیں۔ اور تسامح جانتے ہی نہیں یہ نہیں چاہئے۔

خلاصہ یہ ہے کہ کسی امر میں اتباع ہوئی (خواہش) سے کام نہ لے بلکہ اتباع ہدی کا اہتمام رکھے۔ یہ حالت مذکورہ ہماری شہوت اور غصب کی ہے۔

باب ۳

غصہ کے سلسلہ کے مختلف احوال اور ان کے احکام

غصہ اور ناراضگی کی وجہ سے تین دن سے زائد

سلام و کلام بند کرنا جائز نہیں

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ کسی مسلمان کو اجازت نہیں کہ تین دن سے زیادہ اپنے بھائی مسلمان سے کلام نہ کرے۔۔۔ دیکھئے! اس حکم میں کس قدر رعایت ہے ہم گنہگاروں کی، حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے دیکھا کہ میری امت میں غصیارے بھی ہوں گے اور آپس میں اڑیں بھڑیں گے بھی اور ایک دوسرے سے روٹھیں گے بھی۔

پس اگر یہ حکم ہوتا کہ بالکل رنج نہ رکھو تو طبیعت کے بہت ہی خلاف تھا۔ بعضوں سے عمل نہ ہو سکتا اس لئے آپ نے غصہ کی اتنی رعایت فرمادی کہ اگر کوئی کسی سے روٹھ جائے تو خیر! ابھی کچھ نہ کھوایک دن، دو دن تک اجازت ہے کہ اپنی ناگواری کے مقتضا پر عمل کرے۔ ہاں تین دن سے زائد اجازت نہیں۔ اب چاہیے کہ راضی ہو جاویں طبیعت کی اتنی رعایت کافی ہے۔ اب زیادہ اس پر عمل کرنا اس کو مصالح پر غالب کر دینا ہے اور سخت مذموم ہے چنانچہ ارشاد ہے کہ اگر کوئی سال بھر تک اپنے بھائی سے نہ بولا تو ایسا ہے جیسے اس نے اس کو قتل کر دیا۔

غصہ میں اساتذہ و معلمین کی طلباء پر زیادتی اور ظلم

ایک طبقہ ہے میاں جیوں (اساتذہ و معلمین) کا یہ بچوں کے ساتھ بہت ظلم ان کو جب کسی بچہ پر غصہ آتا ہے تو قہر عام کی طرح سب پر برستا ہے کہ ایک طرف سے سب کی خبر لیتے چلے جاتے ہیں، اس سے میاں جی بہت کم بچے ہوئے ہیں۔ اور اطف یہ ہے کہ بعض دفعہ غصہ تو آتا ہے یہوی پر کیونکہ گھر میں اڑائی ہوئی تھی اب یہوی پر تو کچھ بس چلانہیں وہ غصہ باہر بچوں پر اترتا ہے یہ تو عیسائیوں کا کفارہ ہو گیا کہ کرے کوئی اور بھرے کوئی۔

جنفا کاروں (مثلاً پولیس والے اور حکام) کے نزدیک تعزیری کی کوئی حد ہی نہیں جب تک اپنے غصہ کو سکون نہ ہو جائے سزا دینے ہی چالے جاتے ہیں۔ اگر یوں کہو کہ خطا (اور جرم) پر پٹتے ہیں تو یہ غلط ہے غصہ پر مارتے ہو، جب تک غصہ ختم نہ ہواں وقت تک مار ختم نہیں ہوتی۔ خطا (اور جرم) پر ماری ہے کہ اس کے انداز سے سزا دو۔

میاں جیوں کا علاج یہ ہے کہ غصہ میں نہ مار کریں جب غصہ جاتا رہے تو سوچا کریں کہ کتنا قصور ہے اتنی سزادے دینی چاہئے یہ تو سلامتی کی بات ہے ورنہ بڑکے (اور مجرم) بھی قیامت میں بدلے لیں گے۔ ناق ستانے کا بڑا گناہ ہے، ایک عورت نے ایک بی بی کو ستانی تھا جب وہ مر گئی تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے دیکھا کہ وہ عورت جہنم میں ہے اور وہ بی اس کو نوچتی ہے، جب بی بی کو ستانے سے وہ عورت دوزخ میں گئی تو بڑکے (اور مجرم) تو انسان ہیں۔ میں نے اپنے مدرسے کے معلموں کو بچوں کو مارنے کے لئے منع کر دیا ہے کیونکہ یہ لوگ حدود سے تجاوز کر جاتے ہیں۔

غصہ کی حالت میں کوئی اقدام اور فیصلہ نہ کیجئے

فرمایا کہ حدیث میں ہے لا یقضین قاض بین اثنین وہ غضبان یعنی حاکم کو چاہئے کہ غصہ کی حالت میں کبھی فیصلہ نہ کرے بلکہ اس وقت مقدمہ کو مانوئی کر دے، تاریخ بڑھادے۔ یہاں حاکم سے مراد ہر وہ شخص ہے جس کی دوآدمیوں پر حکومت ہو، اس میں معلم استاد، گھر کا مالک بھی داخل ہے۔

غصہ کی حالت میں بچوں اور ماتحتوں کو نہ ماریجئے

غصہ میں بچوں کو ہرگز نہ مارا جائے بلکہ غصہ فرو (ٹھنڈا) ہو جانے کے بعد سوچ سمجھ کر سزا دی جائے۔ اور بہتر سزا یہ ہے کہ بچوں کی چھٹی بند کر دی جائے، اس کا ان پر کافی اثر ہوتا ہے۔

ملابجی (یعنی پڑھانے والے اساتذہ اور مولوی صاحبان) مارنے میں اس واسطے آزاد ہیں کہ ان سے باز پرس کرنے والا کوئی نہیں، بچے تو باز پرس کے اہل نہیں اور والدین کا مقولہ ہے کہ ”ہڈی تو ہماری اور چڑیا میاں جی کا“، مگر یاد رکھو جس حق کا مطالبہ کرنے والا کوئی نہ ہو اس کا مطالبہ حق تعالیٰ کی طرف سے ہو گا۔ یہاں تک کہ اگر کافر ذمی پر کوئی حاکم ظلم کرے تو حدیث میں آیا ہے کہ اللہ تعالیٰ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس کی طرف سے مطالبہ کریں گے۔

غصہ کا ایک عملی علاج

غصہ کی حالت میں نہ فیصلہ کیجئے نہ سزا دیجئے

اب میں غصہ کے بارہ میں ایک گرتلہ تاہوں جو عملی علاج ہے اور جو دستورِ اعمال بنانے کے لائق ہے وہ یہ کہ غصہ آتے ہی فوراً نافذ کرنا شروع نہ کر دے۔ ذرا اٹھر جائے اور جس پر غصہ آیا ہے اس کو اپنے سامنے سے ہٹادے یا خود وہاں سے ہٹ جائے جب جوش جاتا رہے اب فیصلہ کرے کہ اس شخص کو کیا سزا دی جائے۔ مگر اس فیصلہ کیلئے علم دین کی ضرورت ہوگی وہ بتلانے گا کہ یہ موقع غصہ نافذ کرنے کا ہے یا نہیں پھر موقع ہونے پر سزا کتنی ہونا چاہئے اس کے بعد جو کچھ فیصلہ ہوگا وہ بجا ہوگا اور ان سب باقتوں کا فیصلہ سکون کی حالت میں کرے غصہ میں نہ کرے کیونکہ حدیث میں ہے۔

لایقضی القاضی وہو غضبان

کہ قاضی غصہ کی حالت میں فیصلہ نہ کرے بلکہ خوب سوچ اور معاملہ پر نظر ثانی بھی کرے، یہاں بھی علم دین کی ضرورت ہوگی۔ اسی طرح میاں جی کو چاہئے کہ فوراً سزا دینا نہ شروع کر دیں۔ یہ بھی سکون کی حالت میں فیصلہ کریں جب جرم ثابت ہو جاوے تو سزا بھی حکم شرعی سے تجویز کریں کہ ایک لکڑی مارنی چاہئے یادویا تین۔ گلوپس اس پر راضی نہ ہوگا کیونکہ اس کا مزہ تو اس میں ہے کہ دھنیے کی طرح دھننا چلا جائے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ مزے کیلئے مارتے ہیں سزا کے لئے نہیں۔

غصہ میں آکرو حشیانہ سزا نہ دینی چاہئے

ایسی وحشیانہ سزا جس کی برداشت نہ ہو سکے جیسے دھوپ میں کھڑا کر کے (گرم) تیل چھوڑنا، ہنڑوں سے بے درد ہو کر مارنا، (یا آگ میں جلانا، کرنٹ لگانا) نہایت گناہ ہے۔ کسی آدمی یا جانور کو آگ سے جلانا جائز نہیں ہے۔

غصہ اترنے کے بعد جرم کے مطابق سزا دیجئے

حال: حضرت اقدس یہاں اسکول میں یہاں چیز اپنے فرض کو تندی اور دیانتداری سے پورا کرتا ہے مگر سزا دینے بغیر طباء کام نہیں کرتے اور طباء اپنے نہیں تو افسران تنگ کرتے ہیں۔ اس ناجیز نے طباء کو سزا دینے کا ایک اصول مقرر کر رکھا ہے اس کے مطابق چلتا ہوں۔ اصول یہ ہے کہ سزا صرف اس سبق پر دیتا ہوں جو اچھی طرح پڑھا دوں اور طباء کو ایک دن پہلے بتا دوں کہ یہ سبق میں کل سنوں گا یاد کر کے آنا۔ پھر بھی سنتے وقت طباء کو بہت موقع دیتا ہوں جس لڑکے کی نسبت ظاہر ہو جاتا ہے کہ یاد کرنے کی کوشش تو خوب کی مگر یاد نہیں ہوا سے سزا نہیں دیتا۔ بعض طباء اس قدر لاپرواہ اور ڈھیٹ ہیں کہ جب تک خوب مرمت نہ ہو کام کرتے ہی نہیں ان کو سزا دیتا ہوں۔ شرارتؤں پر بھی سزا دیتا ہوں اکثر ہاتھوں پر لکڑی سے ایک سے لے کر چھتک مارتا ہوں، کبھی کبھی زیادہ کا بھی اتفاق ہوتا ہے (کسی نہایت سخت شرارت پر)؟ مارتے وقت سوچ کر مارتا ہوں۔ اکثر غصہ نہیں ہوتا، بھی کبھی ہوتا بھی ہے اور معلوم ہوتا ہے کہ غلطی دونوں صورتوں میں ہو جاتی ہے۔ کیونکہ شک سارہتا ہے کہ قدر حق سے زیادہ نہ مارا گیا ہو اور ظلم اور ناصافی نہ ہو گئی ہو۔ پورا پورا انصاف کرنے کی کوشش کرتا ہوں مگر سزا دے چکنے کے بعد طبیعت پر

بوجھ ہو جاتا ہے، حضرت اقدس کوئی ایسا اصول ارشاد فرمائیں جس پر کار بند ہو کر گناہ سے بھی نفع جاؤں اور طلباء کام بھی کرتے رہیں۔

تحقیق: جب غصہ نہ ہے اس وقت غور کیا جاوے کہ کتنی سزا کا مستحق ہے اس سے زیادہ سزانہ دی جاوے اگرچہ درمیان میں غصہ آ جاوے۔

غصہ رو کنے پر آپ قادر ہیں قدرت کو استعمال کیجئے

حال: کسی کو نصیحت کرنے میں یا بحث مباحثہ میں لہجہ تیز ہو کر غصہ پیدا ہو جاتا ہے،

تحقیق: کیا رو کنے پر قدرت نہیں؟

حال: زبان کی حفاظت کی تدبیر میں میں بہت رنجیدہ رہتا ہوں۔ حضور والا طبیب اعظم ہیں میرے لئے کوئی تدبیر ارشاد فرمائیں تاکہ میری مشکل حل ہو۔

تحقیق: اور مکمل جواب ہو چکا ہے۔

حال: ناجنسوں کی صحبت سے طبعاً نفرت ہے لیکن بعض جن سے نفع دنیوی کی امید ہے۔ ان کے پاس جانے میں رکاوٹ نہیں ہوتی گواں کا موقع کم ہوتا ہے لیکن اس خصوصیت سے میں یہ سمجھا ہوں کہ وہ نفرت صرف دنیوی عدم نفع کی بنابر ہے۔

تحقیق: یہ سمجھنا بلا دلیل ہے۔

حال: اور یہ غبہت دنیوی نفع کی بناء پر ہے۔

تحقیق: یہ نفع ہے مگر اس کے قیچ ہونے کی کیا دلیل ہے۔

کسی کے برا بھلا کہنے پر غصہ نہ آنے میں کوئی حرج نہیں

حال: قبل ازیں اگر کوئی کچھ کہہ دیا کرتا تھا یا سن لیا کرتا تھا کہ فلاں شخص تیری غیبت کر رہا ہے تو بے حد غصہ آیا کرتا تھا اور بعض اوقات کچھ منھ سے برا بھلا کہہ کر اپنا غصہ ٹھنڈا کر لیا کرتا تھا۔ اب یہ حالت ہے کہ وہ غصہ بھی نہیں آتا ہے اور زبان سے بھی کچھ نہیں کہتا ہوں کہیں یہ بے غیرتی یا بے حسی تو نہیں ہے؟

تحقیق: اگر فرضً ایسا ہی ہو تو اہون البلیتین ہے وہ بلا اس سے اعظم تھی۔

تمہارے بڑوں کو کوئی برا کہے تب بھی

غصہ کے مقتضی پر عمل نہ کرو

حال: اگر آپ کو کوئی کچھ کہتا ہے اور اعتراض کرتا ہے تو تن بدن میں آگ لگ جاتی ہے۔

تہذیب! مگر غصہ سے آگ کے انتقام تک مت بڑھنا، ولو باللسان (اگرچہ زبان کے ذریعہ سے ہو، یعنی زبان سے بھی انتقام مت لو) ۲

ایک سالک کا خط اور اس کا جواب

حال: بعد ہدیہ الاسلام علیکم ورحمة اللہ وبرکاتہ عریضہ سابقہ کے جواب میں ارشاد ہے۔ امراض کی اطلاع اور علاج ضروری ہے اگر تربیت میں دیکھ کر کسی علاج کے متعلق شرح صدر ہو جائے اس میں بجائے استفسار کے اطلاع کر کے اس کے استعمال کی

اجازت لینا چاہئے۔ میری طبیعت میں زور نجی اور پھر غصہ بہت ہے جس سے دوسروں کو ایذِ انسانی بلکہ جسمانی تک پہنچ جاتی ہے اور یہ بڑوں کی ناگوار باتوں پر بھی ہے جس سے طبعی ہونے کا شبهہ ہوتا ہے۔

تحقیق: غالب احتمال طبعی ہونے کا ہے اور دوسرا احتمال بھی ہے کہ عادت ہو گئی ہے، وہ عادت کے بعد بھی طبعی ہی کے مشابہ ہو جاتا ہے مگر علاج دونوں حالتوں میں ایک ہی ہے، وہ ماسیاتی ۔

حال: مگر پھر بھی کہر ہی اس کی اصل معلوم ہوتی ہے کہ گو بڑوں کے سامنے خود کو ان سے تو بڑا نہیں سمجھتا مگر چھوٹا ہونے میں جو مرتب ہیں ان میں سے اپنے کو مرتبہ ادنی میں بھی نہیں سمجھتا۔

تحقیق: سمجھنے کے بعد بھی ناگواری ہو سکتی ہے (لانہ طبعی اور کالطبعی)

حال: اس لئے وہ بات ناگوار ہوئی ورنہ اس کا یقین ہے اگر یہی بات کسی ادنی ملازم یا بھگنی پر چمار کو کبھی جاتی تو اس کو ناگوار نہ ہو سکتی تھی۔

تحقیق: بعض اوقات اس کو بھی ناگوار ہوتی ہے اعتقاد صغراً و ناگواری (یعنی اپنے کو چھوٹا سمجھنے کے ساتھ ناگواری) جمع ہو سکتی ہے البتہ اس اعتقاد کا بار بار استحضار علاج کو قدر سے سہل کر دیتا ہے۔

حال: اس غصہ کا علاج تربیت سے جو معلوم ہوا ہے عرض کرتا ہوں کہ اس میں طبیعت کا متاثر ہو جانا تو غیر اختیاری ہے جو نہ مضر ہے نہ ضروری العلاج اور اسی علاج سے اس سے بھی نجات ہو جاتی ہے اور آثار جیسے سخت کلامی وغیرہ اختیاری ہیں ضروری العلاج ہیں۔

غصہ کے متفرق علاجوں کا خلاصہ

تحقیق: اختیاریات کا علاج:- (۱) ہمت کر کے رک جانا (۲) اگر صدور ہو جائے تو استغفار (۳) اور اس سے معافی (۴) بولنے سے پہلے تامل فی العاقب والخیریۃ (۵) کوشش کر کے لہجہ میں نرمی پیدا کرنا (۶) قبل صدور بعد عن المغضوب علیہ (یعنی جس پر غصہ ہوا سے دوری اختیار کریں) (۷) تَعُوذُ بِاللَّهِ (اعوذ بالله پڑھنا) (۸) تذکرہ معاصی خود (یعنی اپنی خطاؤں کو یاد کرنا) (۹) تذکرہ احتمال غضب اللہ وقدرتہ و حب العفو والغفو (یعنی احتمال کے درجہ میں اللہ کے غصہ اور اس کی قدرت کو یاد کرنا اور اس کے معاف کرنے کی پسندیدگی کو یاد کرنا) (۱۰) استحضار اس کا کہ میں حق تعالیٰ کا اس سے زیادہ خطاوں ہوں اگر یہی معاملہ میرے ساتھ ہو تو کیا (۱۱) اس کا استحضار کر کے میں معاف کروں گا تو معاف کیا جاؤں گا (۱۲) شرب الماء (یعنی پانی پی لینا) (۱۳) التوضی (وضو کر لینا) (۱۴) الاشتغال باشغل الآخر (کسی دوسرے کام میں لگ جانا) (۱۵) اور یہ کہ اصلاح غیر کے لئے بھی غصہ کرنا مبتدی کے لئے مضر ہے اب اس کل نسخہ کو یاد جن جن اجزاء کو ارشاد ہوا استعمال کروں۔

تحقیق: جتنے اجزاء بسہولت جمع ہو سکیں علاج میں اسی قدر قوت بڑھ جائے گی اگر سب جمع نہ ہو سکیں تو (۱۶) یعنی اس سے معافی و (۱۷) یعنی اشتغال باشغل آخر (کسی دوسرے کام میں لگ جانا) کو ضرور ہی جمع کر لیا جاوے۔

حال: مگر دعا کی بہت ضرورت ہے۔

تحقیق: دل و جان سے دعا کرتا ہوں اور امید قول رکھتا ہوں۔

غصہ اور کبر سے متعلق ایک سالک کا حال اور

حضرت تھانویؒ کا جواب

حال: خاص طور پر دو مرض ایسے لائق ہیں کہ دماغ سے شاید ہی کسی وقت ان کا انفکاک (علحدگی) ہوتا ہو، غصہ اور زور دخی۔ (یعنی رنج و غم)

تحقیق: انفعالات (یعنی طبعی طور پر متاثر ہونا) مضر نہیں اگر ان پر افعال مضرہ (ناجائز کام) مرتب نہ ہوں۔

حال: اور کبر و خود پسندی۔

تحقیق: ان کا بھی غیر اختیاری درجہ مضر نہیں اگر ان کے مقتضی اختیار اپر عمل نہ ہو۔

حال: غصہ کے لئے بہتیر ہی مرافقہ موت و انقام مذوالجلال کرتا ہوں مگر اس میں کمی نہیں ہوتی گواحمد اللہ عمل پر مقتضی سے اکثر ہی رک جاتا ہوں۔

تحقیق: وہ کمی مطلوب یہی ہے (جس کے نہ ہونے کی شکایت کی گئی ہے) گوکیفیت (انفعالیہ) میں کمی نہ ہو۔

حال: مگر اس اذیت سے نجات نہیں ہوتی۔

تحقیق: معصیت سے نجات کافی ہے اس حالت میں اگر اذیت ہو مجاہدہ ہے۔

حال: کبر کی بھی یہی کیفیت ہے گواس کے مقتضی پر عمل نہیں۔

تحقیق: بس کافی ہے و قدسیق۔

حال: اور حضرت کے ارشاد کے مطابق اقتتال مامور ہے اس طرح ادا ہو گیا مطمئن ہو جانا چاہئے مگر اس میں ایک اشکال یہ ہے کہ بعض صورتوں میں مقتضی پر عمل کے بغیر بھی چارہ نہیں۔

تحقیق: عمل اگر حدود کے اندر ہے وہ مدت سے منشی ہے۔

حال: کیا عرض کروں اس مجموعہ خبائث کی تفصیل عرض کرتے حیا آتی ہے اور اس کے بغیر چارہ نہیں۔ صورت یہ ہے کہ اس احرار کا کوئی عمل بھی ایسا نہیں جس کا منشاء کبر نہ ہو ملنے والوں سے اخلاق و تواضع یہ بھی اس سے خالی نہیں کہ مذاہ اٹھیں گے (میری تعریف ہوگی) سلام میں تقدیم یہ بھی اس سے خالی نہیں کہ تبع و منکر سمجھیں گے، اعتراض کوتاہی کہ حق پسند کہیں گے۔ دوسرے کا احترام اس لئے کہ وہ بھی اس طرح پیش آئے۔

تحقیق: ان اغراض کی نیت یعنی قصد بالا اختیار سابق علی اعمل (یعنی عمل سے پہلے قصد اس کا ارادہ کرنا) بیشک مخذول و محظوظ (نقسان دہ اور منوع) ہے۔ اور محض خیالات و احتمالات سے تاثر تعمق متنی عنہ (یعنی غلو اور منوع) ہے۔

حال: کید و حیله نفس کی یہ کیفیت ہے کہ اپنی شرارت و تاویل سے شرک بھی خیر بنالے کوئی شخص بغیر سلام بات شروع کرے متاثر ہو کر جواب نہ دینا چاہتا ہوں اس لئے کہ خلاف تہذیب و شان کیا اور سامنے رکھ لیتا ہوں مضمون حدیث کو۔

تحقیق: وہی تفصیل مذکور قریباً یہاں بھی ہے۔

حال: آہ حضرت کہاں تک عرض کروں اور امراض تو بجائے خود و مرض تو قلب و دماغ اور جوارح پر ایسے مسلط ہو گئے کہ ایک مستقل دق کی شکل اختیار کرنے نظر آ رہے ہیں۔

تحقیق: ایک شق اس کو نہ ہونے دے گی۔

حال: اور اس سے زیادہ کیا عرض کروں میری اس وقت کی اس ساری تحریر و گذارش کا منشاء بھی یہی خبیث ہے کہ حضرت میری حیات صحیح کی داد دیں گے۔

تحقیق: اگر میں صحیح سمجھتا تو تفصیل کیوں کرتا تو داد کہاں ہوئی تو فریاد عباث۔

پھر اس سے قطع نظر ایک نکتہ قبل نظر ہے جس شخص سے اصلاح دین کا تعلق ہواں کی نظر میں محمود مددوح ہونے کی کوشش کرنا بھی محقق بالا اصلاح ہے کہ وہ خوش ہو کر اصلاح کی

طرف زیادہ توجہ کرے گا وقل مَنْ تَبَّهَ لَهُ، أَوْبَهَ عَلَيْهِ۔

حال: جھوٹا ہوں میں اگر دعویٰ ہے استعلالج (یعنی اپنے باطنی امراض کے علاج کا دعویٰ) کروں۔

تحقيق: نفس پر ایسی بدگمانی اور پرندہ کو رہو چکی ہے۔

حال: اللهم اغفر وارحم واعف عن کل الرذائل - نہ مقتضا پر عمل مناسب نہ ترک ہی اس کا جائز کہ ہر دو میں مدارات نفس، سمجھ میں نہیں آتا کیا کیا جائے۔

تحقيق: حدود اشکال کا حل ہیں۔

ب

خاندان اور معاشرہ میں غصہ کے اثرات

غصہ کی طلاق:

غصہ میں بے بس ہو جانا غزرنہیں ہو سکتا۔ بلکہ انسان مکلف ہے کہ اپنے قابو میں رہے اور اس کا علاج کرے بعض جاہل تو یہاں تک غصب کرتے ہیں کہ غصہ میں طلاق دیدیتے ہیں اور اس کو طلاق نہیں سمجھتے کہتے ہیں کہ ہم نے تو غصہ میں کہہ دیا تھا۔ صاحبو! یہ مسئلہ خوب کان کھول کر سن لیجئے کہ غصہ تو غصہ طلاق نہیں سے بھی ہو جاتی ہے اس میں نص موجود ہے شَلَّتْ جَدْهُنَّ جِدْوَهُزْلُهُنَّ جِدْ تین چیزیں الیسی ہیں کہ ان میں نہیں اور بے نہیں سب کا ایک حکم ہے۔

غصہ کے وقت مردوں عورتوں دونوں کا قصور

عورتیں بھی اس حکم کو اچھی طرح سن لیں یہ بھی عام مرض ہے کہ عورتوں میں مزاج شای بہت کم ہے بسا اوقات مردنا خوش ہوتا ہے اور بیویاں اس کو جواب دیئے جاتی ہیں، بات کو دبائی نہیں بلکہ بڑھائے جاتی ہیں حتیٰ کہ اس وقت وہ غصہ میں طلاق دے بیٹھتا ہے۔ ایسے واقعات بہت ہوئے ہیں کہ بعد میں دونوں پچھتائے اور صرف ان کے گھر کو نہیں بلکہ دو خاندانوں کو آگ لگائی۔ اور بعض عورتیں تو ایسی بے ہودہ ہوتی ہیں کہ کھڑے بیٹھے مرد سے کہتی ہیں کہ طلاق دیدے بس اور کیا کرے گا۔ عورتیں اور مرد سب یاد کھیں کہ طلاق کا لفظ ہمی زبان پر نہ آنے دیں۔ نہیں میں ہو یا غصہ میں۔ یہ لفظ ایسا کام

دیتا ہے جیسے بھری ہوئی بندوق کے گھوڑے کی کیل دبادی کہ ہنسی میں دبا و جب گولی لگ جائے گی اور غصہ میں دبا و جب (بھی) گولی لگ جائے گی، غصہ میں بے قابو ہو جانے کو شریعت یا کوئی قانون عذر قرار نہیں دیتا۔ اپنے غصہ کو قابو میں رکھئے اور وہ تدبیریں پہلے سے معلوم کر لیجئے جو اس وقت شارع علیہ السلام نے (دی ہیں) یہ تعلیمیں عبث نہیں دیں آپ ہی کے کام کی چیزیں سکھائی ہیں۔

غضہ کو ضبط کرنے اور پینے کی مختلف تدبیریں

اور غصہ فروع (ٹھنڈا) ہونے کے لئے علاوہ مراقبات و اعمال --- مذکورہ کے بعض اور اعمال بھی ہیں ایک یہ کہ جب غصہ آئے تو زمین پر لیٹ جائے حدیث میں ہے۔

فَلَيَتَلْبَسْهُ بِالْأَرْضِ

(یعنی) کھڑا ہو تو بیٹھ جائے بیٹھا ہو تو لیٹ جائے اس سے غصہ کم ہو جائے گا گوم (یعنی ختم) نہ ہو گا ہاں جس وقت اس کے ثباب کی حالت تھی وہ نہ رہے گی اور راز اس کا یہ ہے کہ غصہ جاری کرنے کے لئے دست و پا کی حرکت کی بھی ضرورت ہوتی ہے اور اس نے اس کو بیکار کر دیا تو غصہ کم ہو جائے گا۔ دوسرے اس کو زمین سے قرب ہوا اور زمین میں خاصیت ہے خاکساری اور عجز پیدا کرنے کی جو غصہ کی ضد ہے۔

دوسری تدبیریہ ہے کہ پانی پی لے۔

تیسرا تدبیریہ ہے کہ پچھر دیر تک اعوذ بالله من الشیطان الرجیم پڑھتا رہے اور فقط زبان سے پڑھنا کافی نہیں بلکہ یہ بھی سوچے کہ غصہ شیطان کی طرف سے ہے اور بری چیز ہے اور غصہ کے برے ہونے کی ایک کھلی دلیل یہ ہے کہ جب کبھی آپ نے غصہ جاری کیا ہو گا تو بعد میں پشیمانی ضرور ہوئی ہو گی إلّا نادرًا۔

ایک تدیری ہے کہ جس پر غصہ آیا ہے اس کو سامنے سے ہٹادے اگر وہ نہ ہے تو تم
ہٹ جاؤ۔

یہ تداییر ہیں غصہ ٹھنڈا کرنے کی، بزرگان دین نے اللہ والوں نے نفس کے ایسے
ایسے علاج کئے ہیں اور بڑے بڑے موقع پر ضبط کیا ہے۔

غصہ کو روکنے اور ضبط کرنے والے کی فضیلت

جنت کی جس حور کو چاہے لے

مگر یہ کوئی آسان کام نہیں نفس پر تو اس کا استعمال بہت ہی مشکل ہے نفس کی
خواہش کی جگہ سے غصہ کو روکنا بھی کچھ آسان نہیں۔ اسی واسطے اس کا اجر بھی بہت ہے
جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ جو شخص اپنے غصہ کو روک لے ایسی حالت
میں کہ وہ اس کے اجراء پر قادر ہے اس کو خدا نے تعالیٰ قیامت کے دن علی روس
الخلائق (پوری مخلوق کے سامنے) با اختیار کر دیں گے کہ جس حور کو چاہے لے پسند کرے،
جیسا عمل ہوتا ہے ویسا ہی اجر ہوا کرتا ہے۔ اجر کا بڑا ہونا اس امر کی دلیل ہے کہ یہ عمل بھی
مشکل ہے اور واقعی غصہ کا روکنا کوئی آسان بات نہیں آدمی غصہ میں اپنا قتل تک بھی کرڈا تا
ہے مگر آدمی ہمت کرے اور خیال رکھے تو کچھ دشوار بھی نہیں خدا تعالیٰ نے انسان کو قدرت
بھی دی ہے غصہ سے مجبور نہیں پیدا کیا۔ ہاں ہمت شرط ہے نفس کے کہنے کے
موافق (عمل نہ کرے بلکہ شریعت کی ابتداء کرے)۔

مردوں کے مقابلہ میں عورتوں کا غصہ زیادہ خطرناک ہے

اس میں کوئی بی بی یہ شبہ نہ کریں کہ غصہ تو مردوں میں زیادہ ہوتا ہے بات بات پر لڑتے اور چلاتے ہیں عورتیں اتنا کہاں چلاتی ہیں۔ بیبیو! یہ سمجھ لو کہ چلانے کا ہی نام غصہ نہیں بلکہ دل میں ناخوش ہونے کا نام غصہ ہے مردوں کے مزاج میں حرارت ہوتی ہے اس واسطے ان کی ناراضی کا اثر مار پینے چلانے وغیرہ کی صورت میں ظاہر ہو جاتا ہے اور عورتوں کی فطرت میں حیا و برودت رکھی گئی ہے اس واسطے اس ناراضی کا اثر کم ظاہر ہوتا ہے ورنہ درحقیقت اس ناراضی میں عورتیں مردوں سے کچھ کم نہیں بلکہ زیادہ ہیں اور چونکہ عقل میں ان کے نقصان (کمی) ہے (حدیث یاک میں ان کو ناقصات اعقل یعنی کم عقل والی کہا گیا ہے اسی لئے) ناراضی کے اسباب کو صحیح سمجھ بھی نہیں سکتیں ان کو ایسے موقعوں پر بھی غصہ آسکتا ہے جہاں مردوں کو نہیں آتا۔ تو ان کے غصہ کے موقع کمیا (یعنی تعداد میں) بھی زیادہ ہیں، اس کے علاوہ چینخے چلانے کی نسبت میٹھا غصہ دیر پا ہوتا ہے، چینخے چلانے والوں کا غصہ ابال کی طرح سے اٹھ کر دب جاتا ہے اور میٹھا غصہ دل کے اندر رجع رہتا ہے۔ اسی کو کینہ کہتے ہیں کینہ کا منشا غصہ ہے۔ سوا یک عیب تو وہ غصہ تھا اور دوسرا عیب یہ کینہ تو میٹھے غصہ میں دو عیب ہیں۔ اور کینہ میں ایک عیب اور ہے کہ جب غصہ لکھا ہیں تو اس کا نمار دل میں بھرا رہتا ہے اور بات بہانہ اور رنجید گیاں پیدا ہوتی چلی جاتی ہیں تو کینہ صرف ایک گناہ نہیں بلکہ بہت سے گناہوں کا قائم (نیج) ہے اور کینہ میٹھے غصہ میں ہوتا ہے اور میٹھا غصہ عورتوں میں زیادہ ہے تو عورتوں کا غصہ ہزار روں گناہ کا قائم ہے مردوں کا غصہ ایسا نہیں مردوں کا غصہ جو شیلا ہے اور عورتوں کا غصہ میٹھا ہے۔

عورتوں کے غصہ کا نتیجہ اور خانگی اڑاکیوں کا راز

میں یہ نہیں کہتا کہ کینہ مردوں میں بھی کینہ ہوتا ہے لیکن میں یقین کے ساتھ کہتا ہوں کہ عورتیں اس میں مردوں سے بڑھی ہوئی ہیں۔ عورتوں میں یہ دولت روز افزول ہے ایک ذرا سا بہانہ مل جائے اس کو مدتوں تک نہ بھولیں گی اور اس کی شاخ میں شاخ نکالتی چلی جائیں گی ان کا کینہ کسی طرح نکلتا ہی نہیں۔ اس واسطے میں کہتا ہوں کہ عورتیں اس سے زیادہ ہوشیار ہیں، کوئی گھر ایسا نہیں جس کی عورتیں اس میں بیتلانہ ہوں، ماں بیٹی آپس میں لڑتی ہیں۔ ساس بہاؤ آپس میں لڑتی ہیں اور دیواری اُن جھٹانی تو پیدا ہی اس لئے ہوئی ہیں۔ اور دیکھا جائے تو ان اڑاکیوں کی بنا صرف اوہام پر ہوتی ہے کسی کی نسبت ایک ذرا سا شبهہ ہوا اور اس پر حکم لگا کر اڑائی شروع کر دی۔ دوسرا نے جب کچھ اڑائی دیکھی تو شبہ کی اور زیادہ گنجائش ہے، ادھر سے سیر بھر اڑائی تھی ادھر سے دھڑی بھر ہونا کچھ بات ہی نہیں اور جب اصل بات کی تحقیق کی جائے تو بات کیا نکلتی ہے کہ فلاں جلا، ہی نے کہا ہے کہ وہ بی بی تمہاری شکایت کر رہی تھیں سننے والی کہتی ہیں کہ ”میری جلا، ہی بہت ایماندار ہے“ بے سنے اس نے کبھی نہیں کہا ہوگا گھروں میں ہمیشہ اڑائی ایسی ہی باتوں پر ہوتی ہے کسی خدا کی بندی کو یہ توفیق نہیں ہوتی کہ جب شکایت سننے تو اس نقچ کے واسطہ قطع کر کے خود اس شکایت کرنے والی سے پوچھ لیں کہ تم نے میری شکایت کی؟ مسنون طریقہ بھی (یہی) ہے کہ اگر کسی سے کچھ شکایت دل میں ہو تو اس شخص سے ظاہر کر دے کہ تمہاری طرف سے میرے دل میں یہ شکایت ہے، اس شخص سے اس کا جواب مل جائے گا اور اگر وہ شکایت غلط تھی تو بالکل دفعیہ ہو جائے گا، اور سنی سنائی باتوں پر اعتبار کر لینا اور اس پر کوئی حکم لگا دینا بالکل نصوص (قرآن و حدیث) کے خلاف اور جہالت ہے۔ اسی موقع کے لئے ارشاد ہے **إِيَّاكُمْ وَالظَّنْ أَكْذَبُ الْحَدِيثُ**

(یعنی بدگمانی سے بچو کیونکہ یہ بھی جھوٹ ہے) اور قرآن شریف میں موجود ہے **إِجْتَنَبُوا
كَثِيرًا مِّنَ الظَّنِّ إِنَّ بَعْضَ الظَّنَّ أَثُمٌ** (بہت سے بدگمانی سے بچو کیونکہ بعض گمان گناہ ہوتے ہیں) اور ہم نے تو تجربہ سے تمام عمر دیکھا کہ سنی ہوئی بات شاید بھی سچ نہ لکھی ہو ایک شخص کا تو قول ہے کہ ایسے واقعات کی روایتیں کہ جن سے راوی کا کچھ ذاتی تعلق بھی نہ ہو اور راوی بھی ایسا ہو کہ جھوٹ کا عادی نہ ہو تب بھی جب کبھی دیکھا گیا تو تمام باقوی میں سے چوتھائی بھی سچ نہیں نہ لکھیں اور ان باقوی کی روایت کا تو پوچھنا ہی کیا ہے جن میں راوی کی ذاتی اغراض بھی شامل ہوں جیسے جلا ہیوں اور بھنگنوں کی روایتیں، گھروں میں جہاں کہیں خانہ جنگیاں ہیں وہ سب ان ہی بھنگنوں اور جلا ہیوں اور کمہاریوں (اور نوکرائیوں) وغیرہ کی روایتوں پر ہیں۔ بات کی اصلیت کچھ بھی نہیں ہوتی کچھ حاشیے اس پر روایت کرنے والی لگاتی ہیں اس سے یہ خیال پیدا ہو جاتا ہے کہ فلاںی ہماری مخالف ہے بس اسی خیال وہم سے کچھ حاشیے یہ سننے والی لگاتی ہیں بس اچھی خاصی اڑائی ٹھن جاتی ہے۔

عمردہ مثال

اس کی مثال ایسی ہے کہ جیسے جنگل میں آدمی رات کے وقت اکیلا ہو اور شیر کا اس کو خوف ہو تو جب وہ ایک طرف کو دھیان جماتا ہے تو کوئی درخت اسے شیر معلوم ہونے لگتا ہے پھر جب خیال کو اور ترقی ہوتی ہے تو اسی خیالی صورت میں ہاتھ پیر بھی نظر آنے لگتے ہیں اور سچ سچ کا شیر بن جاتا ہے حالانکہ واقع میں کچھ بھی نہیں ہوتا۔ صرف وہم کی کارگزاری ہوتی ہے، اسی طرح سنی سنائی باقوی میں نفس اختراع کرتا ہے (یعنی گڑھ لیتا ہے) اول تو کچھ آمیزش نقل کرنے والے ہی سے شروع ہوتی ہے پھر جس کے سامنے وہ خبر بیان کی گئی وہ پہلے سے عیب جوئی کے لئے تیار ہوتی ہے۔ ذرا سا بہانہ پا کر سب اگلی

پچھلی باتوں کوتازہ اور خیالات کو واقعات کر لیتی ہیں اب بنی بنائی شکایت موجود ہو جاتی ہے۔ اسی طرح جیسے کہ اس خیالی صورت میں ہاتھ پیر نظر آ جاتے ہیں۔ بیباو! ذرا یہ خیال کرو کہ اس خیالی صورت میں ہاتھ پیر نظر آنا کچھ برانہ تھا۔ کیونکہ اس کا نتیجہ یہ ہے کہ اس خیالی صورت کو درندہ شیر یا اور کوئی موزی چیز سمجھ کر آدمی بھاگتا ہے۔ بس صرف تکلیف اس کو یہ پہنچتی ہے کہ تھوڑی دیر کے لئے ڈرجاتا ہے۔ یہاں معاملہ الٹا ہے کہ کسی کی شکایتیں سن کر اس میں حاشیے وہ پیدا کئے جاتے ہیں جن سے اپنے لئے اور مضرت بڑھتی ہے اگر کوئی یوں کرے کہ ان شکایتوں میں بھی ایسے حاشیے لگائے جن سے وہی خوف پیدا ہو جو اس خیالی صورت میں ہاتھ پیر نظر آنے سے پیدا ہوا تھا۔ اور اس خوف کے سبب وہ مضار سے بچنے کی کوشش کرے تو ہم اس کو بخوبی جائز رکھتے ہیں۔

غصہ کی وجہ سے بدلہ لینے میں زیادتی

اس کی ترکیب یہ ہے کہ جب کسی کی شکایت سنو تو یہ سوچو کہ بیان کرنے والے نے ایک بات میں دس باتیں غلط ملائی ہوں گی اگر ہم نے وہ بات اپنی آنکھ سے دیکھی ہوتی تو اگر بے جا بھی تدارک کرتے تو ایک بدی کا بدلا ایک بدی کرتے اور اب دس بدی کریں گے تو انعام کیا ہو گا یہ ایسا ہوا جیسے ہمارا کوئی ایک پیسہ کا نقصان کرے اور ہم اس کے بدلہ میں دس پیسہ کا نقصان کر دیں۔ جب یہ مقدمہ حاکم کے سامنے جائے تو گوزیادتی پہلے اسی نے کی تھی مگر اب ملزم ہم ہی ہوں گے اور ہم سے تو پیسے اس کو دلادیئے جائیں گے، یہ خیال کر کے ذرا ڈر و بکھان دس برا یوں کو بھی پھر ذرا غور سے دیکھو کہ جیسے یہ اس کمیت (مقدار اور تعداد) میں ایک سے زیادہ ہیں ایسے ہی اگر کیفیت میں بھی زیادہ ہوئیں تو انکا دبال بدر جہازیادہ ہو گا مثلاً کسی کی شکایت سنی کہ اس نے ہماری غیبت کی اور اس سے تم نے یہ بدلہ لیا کہ تم نے بھی غیبت کر لی تو یہ بدلہ تو ہو گیا اور مان لیا جائے کہ بالکل برابر سرا بر کا بدلہ ہے یعنی کمیت

میں برابر ہے کہ ایک غیبت اس نے کی، ایک تم نے کر لی مگر اس بات سے کیا اطمینان ہے کہ یہ بدلتے تھے اس کی قیمت میں بڑھا ہوا نہیں ہے یا آئندہ نہ بڑھ جائیگا۔ اکثر ایسا ہوتا ہے کہ جب کسی کی طرف سے براہی دل میں بیٹھ جاتی ہے تو انسان اس سے صرف اس زیادتی کے بدلتے ہی پر اکتفا نہیں کرتا اور بدلا لے کر اس کی براہی دل سے نکل نہیں جاتی، بلکہ کینہ رہ جاتا ہے۔ یا حسد پیدا ہو جاتا ہے اور کینہ اور حسد غیبت سے کیفیت میں بہت زیادہ ہرے ہیں۔

حسد کی نسبت حدیث شریف میں ہے کہ حسد نیکیوں کو ایسا کھاتا ہے جیسے آگ لکڑی کو کھاتی ہے تو یہ براہی جو تمہارے دل میں ہے اس غیبت کے مقابلہ میں پیدا ہوئی بدرجہا کیفیت میں زیادہ ہے کہ تمہاری اور نیکیوں کو بھی غارت کرے گی۔ یہاں قوتِ واہم سے کام اور نفس کے خلاف حاشیت لگا وہ اور یہ سوچو کہ اگر ہم اس ایک غیبت کے بدلتے میں ان براہیوں میں پڑ گئے تو کیسے بڑے بڑے نتیجے ہوں گے، وہم سے اس طرح کام لینے سے وہی نتیجہ لکھے گا جو اس خیالی صورت میں وہم کے تصرف سے ہاتھ پیر نمودار ہو جانے سے نکلا تھا جیسا کہ اس سے ڈر کر دیکھنے والا بھاگتا ہے اسی طرح ان براہیوں سے بھاگے گا۔ کام کی بات یہ ہے مگر ایسی امید کس سے کی جائے یہ تو سنی ہوئی باقاعدہ کی حالت ہے۔

غصہ کے نتائج اور عورتوں کی غصہ سے مغلوبیت

عورتوں کی تو دیکھی ہوئی باتیں بھی اس قابل نہیں کہ ان کو صحیح کہا جاوے اکثر عورتیں اپنی دیواری جھٹانی وغیرہ سے اپنی چشم دید باتوں پر ناراض رہتی ہیں اور جب ان کو سمجھایا جاتا ہے اور کہا جاتا ہے کہ جس بات پر تم ناراض ہو وہ بات یوں ہے تم نے غلط سمجھا، تو کہتی ہیں کیا میں بچ ہوں کیا میں سمجھتی نہیں، فلاں کام میرے ہی چڑھانے کے لئے

تو کیا گیا تھا ”خدا کو دیکھا نہیں عقل سے تو پہچانا“، بس پھر لاکھ سمجھائیے (مانے کو تیار نہیں) جو اس فعل کی بنا اپنے ذہن سے گھڑی ہے وہی رہے گی اور اسی پر ردع پر ردار کھٹی چلی جائیں گی اور ذرا درمیں آپس میں رنج (اور جھگڑا) ہو جائے گا۔ اب طرفین سے غیبت شروع ہو گی اور ایک دوسرے کی عیب جوئی میں اور نیچا دکھانے میں کوئی دلیقت اٹھا نہیں رکھیں گی۔ بڑی خیر یہ ہے کہ خدا نے ناخن نہیں دیئے، ان کے اختیارات بہت کم رکھے ہیں اور مردوں کو ان کے اوپر مسلط کیا ہے الرِّجَالُ قَوَّامُونَ عَلَى النِّسَاءِ۔ (مرد عورتوں پر حاکم ہیں) اور نہ ایک گھڑی بھر بھی ایک گھر میں دونوں نہ رہتیں۔ بلکہ ایک شہر میں بھی نہ رہتیں۔ یہ سب نتائج غصہ کے ہیں عورتیں غصہ سے ایسی مغلوب ہیں کہ یہی نہیں کہ دوسروں کو غصہ میں تکلیف پہنچائیں، بلکہ پہلے گھر والوں پر غصہ اتنا راجتا ہے۔ سب سے زیادہ مشق ماما (خادمہ و نور کرانی) پر ہوتی ہے اس کے ساتھ تو ہر وقت کی نفتگو میں یہی تکیہ کلام ہے ”دیدوں پھوٹی، پیاروں پیٹی“ اور بعضے بیسوں کا توہاتھ بھی ان پر بہت چلتا ہے ذرا سے قصور پر اتنی مار پیٹ ہوتی ہے کہ دیکھا نہیں جاتا۔

بی بیو! ذرا اس بات کو خیال کرلو کہ وہ بھی تمہاری جیسی آدمی ہے جیسے ہاتھ پر تمہارے ہیں ایسے ہی ہاتھ پر اس کے بھی ہیں، جیسے زبان تمہارے ہے ایسے ہی زبان اس کے بھی ہے کیا وہ تم کو نہیں مار سکتی، یا زبان سے کوئی نہیں سکتی؟ وہ کون سی چیز ہے جس سے تم کو قدرت ہے اور اس کو قدرت نہیں وہ احتیاج ہے۔

اب دیکھنے کی بات یہ ہے کہ احتیاج اس کو کہاں سے آئی اور تم کو کہاں سے نہیں آئی؟ ظاہر ہے کہ خدا تعالیٰ نے اس کو احتیاج دی اور تم کو نہیں دی اور یہ ہر مسلمان جانتا ہے کہ خدا تعالیٰ کو سب کچھ قدرت ہے جس خدا نے اس کو محتاج بنایا کیا تم کو نہیں بناسکتا تھا یا اب نہیں بناسکتا ہے؟ ایسے واقعات دن رات ہوتے ہیں کہ ایک وقت میں جو لوگ

بڑے سمجھے جاتے ہیں اور ہر طرح سے قابو یافتہ ہوتے ہیں۔ دوسرے وقت وہ چھوٹے اور دوسرے بڑے ہو جاتے ہیں اور ہر طرح سے یہ ان کے دست نگر ہو کر رہ جاتے ہیں۔ پھر اس وقت کیا وہ چھوٹے ان زیادتیوں کو بھول جائیں گے جو تمہارے ہاتھوں سے ہوئی ہیں؟ ہرگز نہیں خوب آپ سے بدلتے لیں گے۔

یتیم بچوں اور دیوروں پر بھاونج کا غصہ

بہت جگہ ایسا ہوتا ہے کہ گھر کا کوئی بزرگ مر گیا اور بڑی اولاد کے ساتھ چھوٹے بچے بھی چھوٹے وہ چھوٹے بچے بھائیوں کی پروش میں آ جاتے ہیں۔ اور بھاونج کا اختیار ہوتا ہے چونکہ بچے گھر میں رہتے ہیں اس واسطے ان کی نگرانی وغیرہ عورتوں ہی کے ہاتھ میں زیادہ رہتی ہے۔ بڑا بھائی باہر رہتا ہے اور بھاونج صاحب ان سے دل کے کینے نکالتی ہیں ہربات پر مارنا برا بھلا کہنا، ہر چیز کو ترسانا، کھانا پیٹ بھرنہ دینا کپڑے کی خبرنہ لینا اور نوکروں سے زیادہ ذلیل کر کے ان کو رکھنا یہ ان کا برتاب و رہتا ہے اور اس پر بھی چین نہیں بطور حفظ مانقدم (پیشگی) خاوند سے الٹی شکایتیں کرتے رہنا، غرض ایسے خلاف انسانیت برتاب رکھتی ہیں کہ ان کا بیان کرنا بھی مشکل ہے۔ یہاں پر میں مردوں کو بھی خطاب کرتا ہوں کہ یتیم بچوں کی نگرانی خود بھی رکھو۔ عورت کے کہنے میں ایسے نہ رہو کہ ہربات کو سچ جان لو۔ جب یہ کھلی ہوئی بات ہے کہ بھاونج دیوروں کے ساتھ مغارہ ت (اجنبیت) کا تعلق رکھتی ہے تو اس کی شکایتوں کا کیا اعتبار، میں تو کہتا ہوں کہ ایسے موقعہ پر مردوں کو چاہئے کہ عورتوں کو سنادیں کہ تم سچ بھی کہو گی تو ہم جھوٹ سمجھیں گے۔ سب مردوں کو نہیں کہتا ہوں بہت سے مردا ایسے بھی ہیں کہ واقعی مرد ہیں اور ایسے

موقع پر پوری عقل سے کام لیتے ہیں اور اس ساتھ (رہنے) کو بھیڑ یئے بکری کا ساتھ سمجھتے ہیں، جہاں بھیڑ یا بکری اکٹھا ہوں گے وہاں بھیڑ یئے کی طرف سے بکری کے ساتھ ایذا رسانی ہی ہوگی کبھی نہیں کہا جاسکتا کہ بھیڑ یا بکری کی طرفداری یا اس پر حرم کرے گا۔

یتیم نے بہت قابل رحم ہیں

عورت کے کہنے سے بھائیوں کو نہ ستابو۔ کسی نے خوب کہا ہے کہ ”یتیم بچہ زندوں میں شمار ہی نہیں“، اپنے ماں باپ کے ساتھ وہ بھی مر گیا پھر مرے ہوئے کو مارنا کیا جوانمردی ہے اس کی۔ اگر حد سے زیادہ دل دہی کرو گے تب بھی اس کا دل زندہ نہیں ہو سکتا۔

یتیم کی صورت پر مرد فی چھائی ہوتی ہے دو بچوں کو برابر بٹھاؤ جن میں سے ایک یتیم ہو اور دوسرا یتیم نہ ہو اور ایک چیز دونوں کے سامنے رکھ دو اور کہہ دو کہ جو کوئی پہلے اٹھائے یہ چیز اسی کی ہے۔ یقین کامل ہے کہ یتیم کا ہاتھ نہیں اٹھے گا۔ وجہ یہی ہے کہ اس کا دل مردہ ہو چکا ہے۔ باقی بفضلہ تعالیٰ ایسے بھی لوگ دیکھے جاتے ہیں جو یتیموں کو اپنی اولاد سے زیادہ عزیز رکھتے ہیں۔

غصہ کے وقت اپنے اختیار و قدرت کا غلط استعمال مت کرو

اور یہ تصور کیا کرو تو غصہ کا جوش کم ہو جائے گا

صحابہؓ کے قصے تو بہت سے سنے ہوں گے مگر اب بھی بحمد اللہ ایسے لوگ موجود ہیں وہ بھی مرد ہیں ان کے سامنے عورت کی ایک بھی نہیں چلتی۔ ایسے مرد بنئے قوامونَ کے معنی یہی ہیں یہ بیان تیج میں زائد ہو گیا مگر بے برط نہیں کیونکہ عورتوں کے عیوب کا بیان تھا

اور ان عیوب کی اصلاح میں مردوں کو بڑا دخل ہے۔ اس واسطے مردوں کو بھی خطاب کیا گیا۔ عورتوں کے برتاوں کا بیان ہورہا تھا کہ وہ اپنے چھوٹوں پر اپنے اختیار کے وقت کوئی بات اٹھانہیں رکھتیں۔ مگر مثل مشہور ہے کہ بارہ برس میں کوڑی کے بھی دن پھرتے ہیں زمانہ پلٹتا ہے اور ان کا وقت بگڑ جاتا ہے مثلاً یہوہ ہو کر دوسرے کے اختیار میں ہو گئی۔ اور ان کا وقت بن جاتا ہے جو ان کے دست نگر تھے، پھر آپ خود خیال کر سکتے ہیں کہ ان پر کیا کچھ مصیبہ نہ ٹوٹ پڑے گی وہ ستم دیدہ لوگ ان پر قابو پاتے ہیں اور اٹھتے بیٹھتے جوتیاں مارتے ہیں۔ یہ واقعات کسی سے پوشیدہ نہیں ہیں، دین سے قطع نظر دنیا کے نشیب و فراز بھی اسی کے مقتضی ہیں کہ اپنے اختیار کے وقت کسی کے ساتھ بدسلوکی نہ کی جائے، جس وقت مامرا پر یا اپنے کسی چھوٹے پر غصہ آیا کرتے تو یہ یاد کر لیا کرو۔ اور اچھی طرح ذہن میں اس کا خاکہ جملایا کرو کہ ممکن ہے کہ جیسے اس وقت یہ چھوٹا ہے اور تم بڑے ہیں کسی وقت ہم اس کے سامنے چھوٹے اور یہ بڑا ہو جائے پھر کیا تم کو پسند ہو گا کہ تمہارے ساتھ وہ برتاو کیا جائے جو تم اس کے ساتھ کر رہے ہو۔

اس تدبیر سے ایک ہی دوبار میں غصہ کا جوش کم ہو جائے گا اور غصہ قابو میں آجائے گا۔ اور جتنے مفاسد اس پر متفرع ہیں سب سے امن ہو جائے گا اور سب چھوٹے بڑے تم سے محبت کرنے لگیں گے۔ دیکھا ہو گا کہ جو شخص اپنے اختیار کے وقت اپنے ماتحتوں اور چھوٹوں کے ساتھ اچھا برتاو کرتا ہے۔ اگر انقلاب زمانہ سے اس کو کوئی احتیاج پیش آتی ہے تو وہ ماتحت اور چھوٹے اس کے اوپر جا شارکر دینے کو تیار ہو جاتے ہیں۔ اور دونوں حالت عسر و یسر (تگّلی اور خوشحالی) میں چاروں طرف سے واہ واہ ہوتی ہے یہ حالت اچھی ہے یا وہ حالت۔

تنبیہ و شفقت دونوں جمع ہو سکتے ہیں

میں یہ نہیں کہتا کہ ماتخوں کو سرچڑھالو، تنبیہ اور دباؤ رکھنا اور چیز ہے، اور ظلم وزیادتی اور چیز۔ اپنے ماتخوں سے کام لو۔ مگر ان کو ان کی طاقت سے زیادہ تکلیف نہ پہنچاؤ اور نہ ان کو ذلیل کرو اور نہ بے وجہ مارو پیٹو۔ اور نہ قصور سے زیادہ سزا دو۔ بقدر ضرورت سیاست رکھو اور موقعہ محل پر ان کا ساتھ بھی دو۔ ان کی تکلیف کو اپنی تکلیف سمجھو۔ دیکھو باب اپنی اولاد کو ڈاٹ ڈپٹ میں رکھتا ہے مگر ذرا سی تکلیف اولاد کو پہنچ تو باب کا دل دکھتا ہے اور ذرا کوئی اولاد کو ذلیل کرے تو باب اس کو اپنی ذلت سمجھتا ہے۔ اس سے بخوبی ثابت ہوتا ہے کہ تنبیہ اور دباؤ رحم و محبت کے ساتھ جمع ہو سکتے ہیں۔

غصہ میں آ کر کو سنا اور بد دعاء کرنا اور ایسے کلمات کفریہ

زبان سے نکالنا جن سے نکاح بھی ٹوٹ جائے

مگر عورتوں کی عادت ہے کہ ما ما کو تو کبھی سیدھے منھ پکارتی ہی نہیں ماما تو خیر غیر ہے۔ غصہ سے ایسی مغلوب (ہوجاتی) ہیں کہ بچوں کو کوستی ہیں مر جاؤ، کھپ جاؤ، گھر کو کہتی ہیں آگ لگ جائے، بعض وقت خود اپنے آپ کو ہی کوستی ہیں، میں مت جاؤں یا اللہ! مجھے تو اٹھا لے بس اس جینے سے میں ویسے ہی خوش ہوں۔ کبھی اللہ میاں پر بھی مشق ہوتی ہے کہتی ہیں ساری مصیبتوں میرے ہی واسطے رہ گئی تھیں اور جب کہا جاتا ہے تو بہ کرو۔ شریعت کے خلاف باتیں نہ بکو، تو جواب ملتا ہے ہاں جی شریعت بھی ساری میرے ہی واسطے ہے۔ دنیا میں آ کے آرام نہ دیکھا، چیز نہ دیکھا پھر زبان کاٹنے کے لئے شریعت

بھی تیار ہے۔

بیبیو! یہ کلمات کفر کے ہیں۔ ذرا ہوش میں رہو غصہ سے ایسی مغلوب نہ ہو بعضی
باتوں سے نکاح جاتا رہتا ہے۔ ایک عجیب لطف ہے کہ ان بہبودہ کلمات کے ساتھ جب
انہیں ٹوکا جائے تو جو بی بحث ایں وہ یہ بھی فوراً کہتی ہیں شریعت میری سر آنکھوں پر مگر مجھ
کو تو دوزخ میں رہنا ہے جو جنت میں جائے وہ شریعت کی پابندی کرے۔ اپنے نزدیک
یہ کہہ کر اس الزام سے نجح جاتی ہیں کہ شریعت کا مقابلہ کیا، جب قیامت میں باز پر ہو گی
تب معلوم ہو گا کہ یہ جواب کافی ہے یا نہیں۔ ابھی سمجھ لو کہ یہ جواب کافی نہیں ہے۔
اللہ میاں کسی کے پھسلانے میں نہیں آتے۔ اللہ میاں کی شان عَلَّامُ الْغُيُوبُ اور عَلِیُّمُ
بِذَاتِ الصُّدُورِ ہے۔

دنیا کے کسی حاکم کے سامنے کسی الزام سے بری ہونا خواہ وہ الزام جھوٹا بھی
ہو مشکل ہو جاتا ہے۔ چہ جائیکہ خدا تعالیٰ کے سامنے جھوٹی بات کی تاویل کر کے کوئی
چھوٹ سکے۔

غصہ سے بچو اور زبان کو قابو میں رکھو

جبات اپنی سمجھ میں نہ آوے اس کو دوسرا کے کہنے سے مان لو ایسے کلمات دین
و دنیا دنوں کو غارت کرنے والے ہیں اپنی عادتوں کو بدلاو رہ تکلف بدلوا۔ زبان کو قابو میں
رکھو۔ ظلم و زیادتی کے دینی و دنیوی نتائج کو یاد رکھو اور جوان سب کی اصل ہے یعنی غصہ اس
سے بہت ہوشیار رہو۔ یہ سب نتائج غصہ کے ہیں۔ اس مرض کی طرف بہت توجہ رکھو۔ اول
تو غصہ کو آنے مت دوا را گر آجائے تو اس کا اعلان کر لیا کرو۔ جیسا کہ میں نے بیان کیا ہے
— اور اس مرض کو معمولی ہرگز مت سمجھو اس کے نتائج بہت بڑے ہیں۔ میں نے بالقصد

غیبت اور غصہ ہی کا بیان کیا ہے۔ ان دونوں مرضوں میں سے اصل غصہ ہے اور غیبت فرع، اصل کا بیان اول کیا گیا اب فرع کا بیان ہوتا ہے اور غصہ کی فرع (شاخ) صرف غیبت ہی نہیں ہے اور بھی فروع ہیں۔ میں غیبت میں بالقصد کلام کرتا ہوں کیونکہ اس میں ابتلاء عام ہے خصوصاً مستورات کا، اور بقیہ فروع میں بھی تھوڑا تھوڑا عرض کروں گا۔

غصہ کی ایک شاخ

اکثر عورتیں زنا سے بدتر گناہ میں مبتلا ہیں

سننے غصہ کی ایک فرع غیبت ہے یہ ایسی چیز ہے کہ اس کی برائی اگر دل میں بیٹھ جائے تو آدمی کبھی اس کے پاس بھی نہ جائے اور اس سے اس بات کا بھی پتہ چلتا ہے کہ جس کی یہ فرع ہے یعنی غصہ کی وہ کس درجہ بری چیز ہوگی۔

دیکھئے حدیث شریف میں صاف موجود ہے الغيبة اشد من الزنا (غیبت سے زیادہ سخت ہے) بحمد اللہ! یہ بات نہایت خوشی کیسا تھا کہی جاتی ہے کہ مسلمان بی بیاں آوارگی سے بالکل محفوظ ہیں اس میں جس حد تک بھی مبالغہ کیا جائے بالکل صحیح ہے۔ مگر افسوس ہے کہ اس سے زیادہ برے عیب میں گرفتار ہیں، حرام کاری کا برا ہونا ہم کو کیسے معلوم ہوا؟ اللہ رسول کے فرمانے سے، وہی اللہ رسول فرماتے ہیں کہ غیبت اس سے زیادہ بری ہے اس سے جو کچھ خوشی ہم کو اس (زنا کے) عیب سے بری ہونے سے ہو سکتی ہے وہ سب ملیا میٹ ہوئی جاتی ہے، یہ ایسا ہوا جیسے کوئی خوش ہو کہ میرا ایک پیسہ کا لفڑان نہیں ہوا اور جب تحقیق کی تو ثابت ہو کہ پیسہ کا توقعی نہیں ہوا مگر ایک روپیہ جاتا رہا۔ تو اس کو خوشی رہ سکتی ہے؟ نہیں، غیبت میں ایسا ابتلاء عام ہوا ہے کہ بہت سی عورتوں کو یہ بھی نہیں معلوم رہا کہ غیبت کیا چیز ہے، جب آدمی کسی چیز کو جانتا بھی نہ ہو تو اس سے بچنے کی

کیا امید ہو سکتی ہے، پچھے کے سامنے سانپ یا بچھور کھدیں تو وہ اس کو ایسا ہی پکڑ لیتا ہے جیسے روپیہ پیسہ کو۔ میں غیبت کی ماہیت بیان کرتا ہوں اس سے معلوم ہو گا کہ ہم لوگ دن رات کس قدر گناہ کرتے ہیں کوئی المحہ ہمارا ایسے گناہ سے خالی نہیں جو زنا سے بھی سخت ہے اور یہ ماہیت میں اپنی طرف سے نہیں بیان کروں گا۔ بلکہ حدیث نقل کرتا ہوں۔

غیبت کی حقیقت

ایک مرتبہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے لوگوں سے پوچھا تَعْلَمُونَ ما الغیبة؟ جانتے ہو غیبت کیا چیز ہے؟ صحابہ کی یہ عادت تھی کہ غایت ادب کی وجہ سے اکثر سوال کے جواب میں یہی عرض کر دیتے تھے کہ اللہ وَرَسُولُهُ، أَعْلَمُ (اللہ اور اس کے رسول ہی زیادہ جانتے ہیں) چنانچہ خود ہی حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا ذُكْرُ الرَّجُلِ بِمَا يَسْوُءُهُ، یعنی کسی شخص کی نسبت ایسی بات کہنا کہ اس کے سامنے کہی جائے تو اس کو بری معلوم ہو، ایک شخص نے عرض کیا کہ اگر چوہ بات ایسی ہو کہ واقع میں اس شخص میں موجود ہو؟ حضور ﷺ نے فرمایا ہاں اسی کو غیبت کہتے ہیں اور جو ایسی بات بیان کی جائے جو واقع میں اس میں ہو بھی نہیں تو یہ غیبت سے بھی بڑھ گئی اس کا نام بہتان ہے یہ حدیث کتنی صریح ہے اس سے غیبت کے متعلق کوئی بات دریافت طلب نہیں باقی رہتی۔ اب آپ اندازہ کیجئے کہ کون سا المحہ ہمارا اس گناہ سے خالی ہے جب کوئی کسی کی برائی کرتا ہو اور اس کو ٹوکا جائے کہ یہ غیبت ہے تو جواب ملتا ہے جھوٹ تھوڑا ہی ہے ہم اس کے منھ پر کہہ دیں۔ معلوم ہوا کہ ان کے نزدیک جھوٹی بات کو غیبت کہتے ہیں ہیں حدیث اس کو رد کرتی ہے اس کا نام بہتان ہے۔ غیبت اسی عیب کے بیان کو کہتے ہیں جو واقع میں موجود ہو اس معنی کریے کہنا سچ ہے کہ آج کل لوگ غیبت میں ہی نہیں بلکہ اس سے بڑے مرض یعنی بہتان میں بھی بنتا ہیں اس غیبت اور بہتان کا عام مشغلہ ہو گیا ہے بالخصوص کیا مرد اور

کیا عورتیں۔ سب کے واسطے دیگر ضروری مشغلوں میں سے یہ بھی ایک مشغله ہے جیسے کھانا پینا سونا ہے کہ بلا ان کے زندگی نہیں ہوتی ایسے ہی یہ بھی ہو گیا ہے مردستہ کام میں رہتے ہیں مگر انہیں کے نقش نقش جیسے حقہ پان کی طلب پوری کرتے ہیں وہاں یہ فرض بھی ساتھ ساتھ ادا کرتے جاتے ہیں۔

اور عورتوں کو تو بجز غیبت کے کچھ بھی کام نہیں، مرد کچھ تو کام کرتے ہیں، مگر انہوں نے اپنے واسطے یہی فخر سمجھا ہے کہ اپنے ہاتھ سے کچھ کام نہ کریں جس بی بی کو ذرا سی بھی آسودگی ہے وہ اسی کوشان سمجھتی ہیں کہ پلٹنگ پر (بیکار) چڑھی بیٹھی رہیں۔

غیبت کی شاخ چغل خوری

غیبت کی ایک شاخ چغل خوری ہے وہ یہ ہے کہ کسی کی کوئی شکایت آمیزیات دوسرے کو پہنچائی جائے، غیبت تو کسی عیب کے نقل کرنے کو کہتے ہیں اور چغلی وہ غیبت ہے جس میں شکایت بھی ملی ہوئی ہو، اس کے سننے سے سننے والے کو ضرور غصہ آ جاتا ہے اور راس کی اگر ایک شکایت پہنچی ہے تو وہ دس گناہ لئے کو تیار ہو جاتا ہے پس دونوں میں لڑائی ہو جاتی ہے اگر غور سے دیکھا جائے تو چغلی بھی اکثر بے بنیاد ہوتی ہے۔ سننے والوں سے تعجب کرتا ہوں کہ وہ اس پر کیسے عمل کر لیتے ہیں جس شخص کی عادت چغلی کھانے کی ہے وہ ایک ہی جانب کی چغلی نہیں کھائے گا بلکہ تمہاری بات بھی اس کے سامنے لگائے گا، اگر اس چغلی کو سچ سمجھا ہے تو اپنے اس عیب کو بھی سچ سمجھنا، مگر یہ کوئی نہیں کرتا، دوسرے کی شکایت کو تو سمجھ لیتے ہیں کہ ضرور کچھ اصل ہوگی جب تو ہم سے کسی نے کچھ آ کر کہا تو اسی طرح اپنی بات کو بھی سمجھو کر کچھ تو اصل ہوگی جب تو دوسرے تک پہنچی، غرض چغلی کھانا اور

چغلی کھانے والے کی بات پر یقین کر لینا دونوں بے عقلی کی بات ہیں، اس مرض سے بھی بہت پچنا چاہئے، یہ عادت بھی عورتوں میں زیادہ ہے کہ ایک کی بات دوسرے کو ضرور پہنچاتی ہیں، اور یہ کبھی توفیق نہیں ہوتی کہ اپھی طریقہ سمجھ کر بات کو روایت کریں، آدھی بات سنی اور دوسری جگہ لگائی کہ فلاںی تجھے یوں کہہ رہی تھی، اس کی خرابیاں بیان کرنے کی زیادہ ضرورت نہیں سب کو معلوم ہیں۔

اور یہ سب باتیں (یعنی غیبت چغلی وغیرہ) بیکاری میں پیدا ہوتی ہیں۔ اس کی عادت چھوڑیئے اور اول تدوین کے اور نہ ہو سکے تو دنیا کے مباح (جانز) کاموں میں لگے رہیے، تو غیبت وغیرہ سے امن رہے گا۔